تعلموا الفرائض وعلموها الناس (الحدیث)

قانون وراثت کے موضوع پر درس نظامی میں شامل نصابی کتاب کا اردو ترجمہ

تفہیم المواریث

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ فقہ المواریث

بقلم

استاذ فاروق اصغر صارم

مدرس

الجامعۃ الاسلامیۃ گلشن آباد حافظ آباد روڈ گوجرانوالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

علمِ میراث کے موضوع پر مختصر جامع اور آسان کتاب

تعلموا الفرائض وعلموها الناس (الحدیث)

علمِ فرائض کو سیکھو اور اسے لوگوں کو سکھاؤ۔

تفہیم المواریث

مصنف

ترجمہ فقہ المواریث

بقلم

اُستاذ فاروق اصغر صارم

خریج الجامعۃ السلفیۃ فیصل آباد

مدرس

الجامعۃ الاسلامیۃ گلشن آباد حافظ آباد روڈ گوجرانوالہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحق مؤلف ومترجم محفوظ ہیں

ضروری وضاحت

ہماری اصل کتاب "فقہ المواریث" عربی زبان میں ہے جسے ہم طلبہ اور اھل علم کی سہولت کے پیش نظر اردو میں ترجمہ کر کے تفہیم المواریث کے نام سے پیش کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اسے شرف قبولیت بخشے اور آخرت میں ذریعہ نجات بنائے آمین

(مؤلف الکتاب)

اس کتاب کے حصول کے لئے مؤلف الکتاب سے درج ذیل عنوان پر رابطہ قائم کریں

۱۔ گلی نمبرا محلّہ داتا بخش نوشہرہ روڈ گوجرانوالہ پاکستان

۲۔ جامعہ اسلامیہ گلشن آباد حافظ آباد روڈ گوجرانوالہ

یا

۱۔ فاروقی کتب خانہ اردو بازار لاہور

۲۔ سبحانی کتب خانہ مچھلی مارکیٹ (متصل اردو بازار) لاہور

۳۔ مدینہ کتاب گھر اردو بازار گوجرانوالہ

۴۔ مکتبہ نعمانیہ اردو بازار گوجرانوالہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست

موضوع	صفحہ
۱۔ علمِ میراث کی فضیلت	۶
۲۔ چند بنیادی اور ضروری امور	۸
۳۔ ارکانِ میراث	„
۴۔ شروط و اسباب	„
۵۔ موانعِ میراث	۱۰
۶۔ حقوقِ ترکہ میت	۱۴
۷۔ اصحابُ الفرائض اور مقررہ حصص	۱۹
۸۔ خاوند کے حصہ پانے کی صورتیں	„
۹۔ باپ کے حصہ پانے کی صورتیں	„
۱۰۔ دادا کی میراث	۲۰
۱۱۔ اخیافی بھائی اور اخیافی بہن کے حصہ پانے کی صورتیں	„
۱۲۔ بیوی کی میراث	۲۲
۱۳۔ ماں کی میراث	۲۴
۱۴۔ دادی اور نانی وغیرھا کی میراث	۲۵
۱۵۔ حقیقی بیٹی کے حصے	۲۸
۱۶۔ پوتی وغیرھا کے حصے	۲۹
۱۷۔ مسئلہ تشبیب	۳۰
۱۸۔ سگی بہن کی میراث	۳۱
۱۹۔ مسئلہ مشترکہ	۳۲
۲۰۔ علاتی بہن کا حصہ	۳۳
۲۱۔ عصبات کی بحث	۳۷
۲۲۔ حجب کی بحث	۴۲
۲۳۔ دادا کے ساتھ بھائی کو وارث بنانا	۴۳
۲۴۔ فروض کا اصل معلوم کرنے کے قواعد	۴۷
۲۵۔ عول کی بحث	۴۹
۲۶۔ بحثِ تصحیح	۵۵
۲۷۔ بحثِ ردّ	۶۰
۲۸۔ تقسیمِ ترکہ کی بحث	۶۴
۲۹۔ تخارج کی بحث	۶۸
۳۰۔ مناسخہ کا بیان	۷۲
۳۱۔ ذوی الارحام کی بحث	۸۰
۳۲۔ مخنث مشکل کی بحث	۹۲
۳۳۔ حمل کی بحث	۹۶
۳۴۔ مفقود کی بحث	۱۰۱
۳۵۔ میراثِ مرتد کی بحث	۱۰۴
۳۶۔ ولدالزنیٰ واللعان کی بحث	۱۰۵
۳۷۔ بیک وقت اجتماعی موت پر میراث	۱۰۶
۳۸۔ یتیم پوتے کی میراث	۱۰۸

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقریظ (مترجم) (۱)

فضیلۃ الشیخ الاستاذ الحافظ ثناء اللہ عیسیٰ خان حفظہ اللہ تعالیٰ رئیس المدرسین جامعہ لاہور الاسلامیہ ۔ پاکستان

الحمد للہ وحدہ والصلوۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ

بندہ نے اس کتاب (فقہ المواریث) کو مختلف مقامات سے بانظرِ غائر دیکھا جسے میرے انتہائی عزیز شاگرد فاروق اصغر صارم (سلمہ الباری) نے تالیف کیا۔ موصوف نے اس کتاب میں علم فرائض کی اہم جملہ مباحث کو احاطۂ تحریر میں لا کر اس علم کے قواعد و اصول کی خوب وضاحت کی ہے اور مشکل مسائل کے حل میں مثالیں اور نمونے بھی پیش کئے ہیں۔ اس کاوش نے اس علم شریف کے طالب علم کے لئے بعید ترین منزل کو قریب ترین کر دیا اور مشکل مراحل کو آسان تر بنا دیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مؤلف کو ہماری طرف سے اور جملہ اہل اسلام کی طرف سے جزاء خیر دے اور وہ انہیں مزید خدمتِ اسلام کی توفیق دے آمین یا ربّ العالمین

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقریظ (۲)
مترجم و ملخّص

فضیلۃ الشیخ استاذ حافظ عبدالمنان حفظہ الرحمٰن

مدرس جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ۔ پاکستان

الحمد للہ الذی لہ میراث السمٰوٰت والارض واللہ بما تعملون خبیر والصلوٰۃ والسلام علی عبداللہ ورسولہ النبی الذی ھو لجمیع العالمین بشیر و نذیر وآلہٖ واصحابہ رضی اللہ عنھم العلیم القدیر ویسر اللہ وسھل علینا کل صعب و عسیر۔

اما بعد۔ میں نے ابتداء سے لے کر آخر تک اس کتاب کا بانظر غائر مطالعہ کیا۔ بحمد اللہ بندہ نے اس کتاب کو بے حد مفید پایا۔ اسے میت کے ہر وارث کے سہام کی شارح اور اصحاب الفرائض ' عصبات ' ذووالارحام کی انواع کی وضاحت میں خوب پایا۔ اس میں علم فرائض کی تعریف ' موضوع اور غرض و غائت کو بیان کیا گیا ہے۔ پھر اس علم کے ارکان و اسباب اور اس کی شرائط و موانع کو بھی احاطہ تحریر میں لایا گیا ہے۔ مسائل و احکام کو علل اور عقلی و نقلی دلائل سے آراستہ و پیراستہ کیا گیا ہے۔ اور مصنف نے مباحث کی تحقیقات میں خطاء اور صواب کو یوں نمایاں کیا ہے کہ قاری شکوک و شبہات کے گڑھوں سے محفوظ و مامون رہے گا۔

علاوہ ازیں مؤلف نے اس فن شریف کے مسائل کی تفہیم میں نکات لطیفہ ' امثلہ اسئلہ اور نمونوں سے حُسنِ کتاب کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔ اس کتاب کے مواد کی ترتیب و تنسیق بھی میری من پسند ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اسے شرف قبولیت بخشے اور موئف کتاب (فاروق اصغر صارم) کو دنیا و آخرت میں بہتر جزائے خیر عطا فرمائے۔ ہمیں اور تمام مسلمانوں کو ایسے اعمال کی توفیق بخشے جنہیں وہ محبوب و پسند رکھتا ہو۔ آمین یا ربَّ العالمین۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علمِ میراث کی فضیلت و اہمیت

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں میراث کے باب میں سورت نساء کی تقریباً ابتدائی تین آیات اور اسی سورت کی ایک آخری آئت ذکر فرمائی اور ان احکام کو فرائض اور اپنی حدود قرار دیا۔ نیز ان احکامات کی پابندی و حفاظت کرنے والے کو جنت کی بشارت دی اور ان حدود کو تجاوز کرنے والے کو جہنم کی دھمکی دی ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ۝ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ۝ (سورۃ النساء)

(ترجمہ) یہ اللہ تعالیٰ کی حدود ہیں اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرے گا تو وہ اسے ایسے باغات میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرے گا اور اس کی حدود سے تجاوز کرے گا تو اسے وہ آگ (جہنم) میں داخل کرے گا جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس کے لئے رسوا کن عذاب ہو گا۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی ایک موقعہ پر علم میراث کو سیکھنے اور سیکھانے پر رغبت دلائی ہے۔ جن میں سے چند احادیث درج ذیل ہیں۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا علم میراث کو سیکھو اور اسے لوگوں کو سیکھاؤ ' پس میں ایسا شخص ہوں جسے قبض (موت) کیا جائے گا ' اور بے شک یہ علم اٹھا لیا جائے گا حتیٰ کہ دو شخص اگر وراثت کے مسئلہ میں جھگڑیں گے تو انہیں کوئی ایسا عالم نہ ملے گا جو ان میں فیصلہ کر دے۔ (۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(۱) دیکھیے بیہقی ۶/۲۰۸ ' دارقطنی ۴/۸۲ ' مجمع الزوائد ۴/۲۲۳ ' متدرک ۴/۳۳۳ حاکم نے اس روائت کو صحیح قرار دیا ہے اور امام ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے فرمایا علم فرائض سیکھو اور اسے لوگوں کو سیکھاؤ پس یہ نصف علم ہے۔ (۱) اور اسے بھلا دیا جائے گا اور میری امت میں سے پہلے یہی علم اٹھا لیا جائے گا۔ (۲)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علم تین قسم کے ہیں جو ان کے علاوہ ہے وہ زائد ہے یعنی آئت محکم کا علم، سنت صحیحہ ثابتہ کا علم اور علم الفرائض۔ (۳)

---

(۱) نصف علم کی وضاحت میں علماء کرام کے متعدد اقوال ہیں جن میں سے چند ایک یہ ہیں۔

(الف) علم دین دو قسم کا ہے ان میں ایک قسم علم فرائض ہے جبکہ باقی علوم دوسری قسم ہیں۔

(ب) تمام لوگوں کو اس علم سے واسطہ پڑتا ہے یعنی وہ تقسیم ترکہ میں علم فرائض کے زیادہ محتاج ہیں۔

(ج) انسان کی دو حالتیں ہیں ایک حالت حیات اور دوسری حالت موت۔ علم فرائض کا موت کے احکام سے تعلق ہے جبکہ بقیہ علوم حالت حیات سے متعلق ہیں۔

(د) شرعی احکام نصوص سے حاصل ہوتے ہیں یا قیاس سے۔ پس علم فرائض کا تعلق نصوص سے ہے۔

(ہ) اسباب ملکیت دو قسم کے ہیں ایک اختیاری جسے انسان واپس بھی لے سکتا ہے مثلاً خرید و فروخت اور ہبہ وغیرہ دوسرے غیر اختیاری جو پہلی قسم کے برعکس ہیں اور یہی تقسیم میراث ہے۔

(۲) دیکھئے ابن ماجہ ۱۹۹، بیہقی ۲۰۹/۶، مستدرک ۳۳۲/۴، دار قطنی ۶۷/۴ اس روائت کا دارومدار حفص بن عمر بن ابی العطاف پر ہے جو ضعیف ہے۔

(۳) دیکھئے ابوداؤد ۷۸/۳، ابن ماجہ ۶، بیہقی ۲۰۸/۶، مستدرک ۳۳۲/۴، دارقطنی ۶۸/۴ اس روائت میں عبدالرحمٰن بن زیاد افریقی عن عبدالرحمٰن بن رافع ہے دونوں ضعیف ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علمِ میراث کے متعلق چند امور کا بیان

تعریف: فقہ و حساب کے متعلق ان اصول کو جاننا جن کے ذریعے ترکہ میں سے وارثوں کے حصے معلوم ہوں۔

موضوع: اس علم کا موضوع ترکات اور ان کے حقدار اور ان کے حصوں کو بیان کرنا ہے۔

غرض و غائت: ـــــــ حق والوں کو حق پہنچا دینا۔

حکم: ـــــــ اس کا حکم فرض کفایہ کا ہے۔

ارکانِ میراث

رکن کا لغوی معنی کسی چیز کا حصہ اور طرف ہے اور اصطلاح میں کسی ماہیت کے جزء سے عبارت ہے۔ ارکانِ میراث تین ہیں اگر ان میں سے ایک بھی نہ ہو تو تقسیم میراث نہیں ہو سکتی اور وہ درج ذیل ہیں۔ ① مورث (میت) کا ہونا اس کی موت حقیقی ہو یا حکمیؔ ہو جیسے مفقود یعنی گم شدہ شخص۔ ② وارثہ کا ہونا۔ یعنی ایسا زندہ شخص جو میت سے قرابت رکھے۔ ③ موروث کا ہونا یعنی ایسی شئی کا ہونا جو میت کے ترکے سے بطور میراث منتقل ہو مثلاً نقدی مال زمین یا دیگر سامان۔

شروطِ میراث

شرط کا لغوی معنی "علامت" ہے اور اصطلاح میں یہ تعریف ہے کہ جس کے عدم سے عدم لازم آئے جبکہ اس کے وجود سے وجود یا عدم لازم نہ ہو۔ میراث پانے کی چار شرطیں ہیں جو یہ ہیں۔

① میت کی موت کے وقت وارث کا زندہ ہونا یہ زندگی حقیقی ہو یا حکمی ہو جیسے حمل۔

② مورث کی موت کا واقع ہونا وہ حقیقی ہو یعنی گواہی یا معائنہ سے ثابت ہو یا حکمی ہو.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جیسے گم شدہ شخص یا تقدیری ہو جیسے جنین (جو ماں کے پیٹ میں ہو) ③ ورثہ لینے کا سبب درجہ اور جہت وغیرہ کا علم ④ کوئی مانع نہ ہو۔ (موانع کا بیان آگے آ رہا ہے)

اسبابِ میراث

اسبابِ میراث تین ہیں جو درج ذیل ہیں۔

۱۔ **نکاح:** ① نکاح کا لغوی معنی ملنا ہے اور اصطلاح میں کسی مرد اور عورت کا شرعی طریقہ سے عقدِ زوجیت میں منسلک ہو جانا ہے۔ نکاح کے سبب سے خاوند اور بیوی ایک دوسرے کے ترکہ کے وارث قرار پا جاتے ہیں اگرچہ صحبت و خلوت صحیحہ حاصل نہ بھی ہو۔

۲۔ **نسب:** نسب قرابت کو کہتے ہیں۔ قرابت کی وجہ سے ورثاء کی تین اقسام ہیں جو یہ ہیں اصحاب الفرائض، عصبات نسبی اور ذوی الارحام۔ ان تینوں کی تفصیل اور طریقہ تقسیم تم اگلے صفحات پر ملاحظہ کرو گے ان شاء اللہ تعالیٰ

۳۔ **وَلاء:** ②ولاء کا لغوی معنی نصرت، قرابت اور ملکیت کے ہیں جبکہ شریعت کی اصطلاح میں ولاء ایسی میراث ہے جو مالک کو اپنے آزاد کردہ شخص کی موت کے بعد حاصل ہوتی ہے۔ فقہاء کی اصطلاح میں اسے عصوبہ سببیہ کہتے ہیں۔ واضح رہے آزاد کردہ شخص کی ولاء معتِق (آزاد کرنے والا) اور اس کے عصبات بنفسہ کو تب ملتی ہے جب آزاد کردہ کا اپنا کوئی نسبی عصبہ نہ ہو۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان **اِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ** (۳) (بے شک ولاء اسی کو ملتی ہے جو آزاد کرے) کا یہی مطلب و

---

(۱) نکاح کا ذکر پہلے اس لئے کیا گیا ہے کہ صاحب فرض عصبہ پر مقدم ہے۔

(۲) ولاء کو نسب کے بعد اس لئے بیان کیا گیا ہے کہ عصبہ سببی، عصبہ نسبی سے موخر ہی ہوتا ہے نیز سبب ولاء سے یکطرفہ تقسیم ہوتی ہے یعنی آزاد کرنے والا اپنے آزاد کردہ کا ہی وارث ہوتا ہے برعکس نہیں لیکن سبب نسب سے دونوں ایک دوسرے کے وارث ہوتے ہیں۔

(۳) دیکھئے بخاری ۹۹۹/۲، مسلم ۴۹۴/۱، ابوداؤد ۸۶/۳، ترمذی ۱۹۲/۳، ابن ماجہ ۸۴۳، مجمع الزوائد ۲۳۱/۴، مسند احمد ۲۸/۲، مصنف عبدالرزاق ۵/۹، بیہقی ۲۴۰/۶

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مفہوم ہے۔ یاد رہے اس باب میں صرف آزاد کرنے والا ہی آزاد کردہ کا وارث ہوتا ہے برعکس نہیں۔ غلامی کا وجود موجودہ دور میں ختم ہو چکا ہے اس لئے اس بارے میں بسط و تفصیل کی ضرورت نہیں ہے۔

نوٹ: کبھی ایک ہی شخص میں مندرجہ بالا تینوں اسباب جمع ہو جاتے ہیں جیسا کہ آگے صفحہ نمبر ۱۴ پر نقشہ ملاحظہ فرمائیں گے۔

موانعِ میراث کی بحث

مانع ایسی رکاوٹ ہے کہ جس کی وجہ سے وارث اپنے ملنے والے حصے سے محروم ہو جاتا ہے۔ موانع میراث تین ہیں جو درج ذیل ہیں۔

۱۔ غلامی: یہ ایسی حکمی کمزوری ہے جو ابتداءً کفر کے سبب سے لاحق ہوتی ہے۔ غلام نہ وارث ہوتا ہے اور نہ وارث بناتا ہے اور نہ ہی وہ کسی وارث کے حصہ کو کم یا ختم کرتا ہے۔ کیونکہ خود غلام اور جو مال اس کے ہاتھ میں ہے وہ اس کے مالک کا ہی شمار ہوتا ہے۔ البتہ ناقص غلام (مثلاً مکاتب جو بعض قسطیں ادا کر چکا ہے) بقدر آزادی وارث ہو گا اور وارث بنائے گا اور حاجب بھی ہو گا۔

دلیل: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب مکاتب کوئی ایسا جرم کرے جس سے اس پر حد لگے یا ورثہ پائے تو بقدر آزادی وہ وارث ہو گا (اور حد میں بھی کمی و بیشی ہو گی) (۱)

۱۔ دیکھئے ابوداؤد ۳۱۹/۴ ' نسائی ۲۴۳/۲ ' ترمذی ۲۴۹/۲۔ امام ترمذی نے اس روایت کو حسن کہا ہے۔ قاضی شوکانیؒ نے نیل الاوطار ۷۶/۶ میں اس کے راویوں کو ثقہ قرار دیا ہے جیسا کہ حافظ ابن حجر نے فتح الباری ۱۹۵/۵ میں ثقہ ہونے کا فیصلہ دیا ہے البتہ اس کے موصول یا مرسل ہونے میں اختلاف ہے۔ البتہ اس روایت کی مؤید و شاہد حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ **اِذَا كَانَ لِاِحْدَاكُنَّ مُكَاتِبٌ وَمَا عِنْدَهٗ يُؤَدِّي فَلْتَحْتَجِبْ مِنْهُ** یعنی جب تم میں سے کسی عورت کے پاس مکاتب غلام ہو اور وہ مکاتبت کی رقم ادا کر سکتا ہو تو تمہیں چاہیے کہ اس سے پردہ کرو ابوداؤد ۳۲/۴ ' ترمذی ۲۵۰/۲ امام ترمذی نے اس روایت کو حسن ؎

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔ **قتل:** ایسا قتل مانع میراث ہے جس سے قصاص یا دیت و کفارہ لازم آئے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ **لَا یَرِثُ الْقَاتِلُ شَیْئًا** یعنی قاتل مقتول کی کسی شئی کا وارث نہیں ہوتا (ابوداؤد ' ترمذی) اس کے علاوہ جو قتل ہو گا وہ مانع نہیں ہو گا مثلاً قصاص کے طور پر قتل کیا جائے یا حد کے نفاذ میں کسی کو قتل کیا جائے یا اپنا دفاع کرتے ہوئے کسی کو قتل کر دیا گیا۔ نیز اگر کوئی حالت نیند میں یا دیوانگی میں قتل کر دے یا قاتل بچہ ہو تو وہ محروم نہ ہو گا (بوجہ کفارہ لازم نہ آنے کے) چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین اشخاص مرفوع القلم ہیں۔ سونے والا بیدار ہونے تک ' دیوانہ صحت یاب ہونے تک اور بچہ بالغ ہونے تک (ابوداؤد' ترمذی)

۳۔ **اختلافِ دین:** مسلمان اور غیر مسلم ایک دوسرے کے وارث نہ ہوں گے غیر مسلم اہل کتاب ہو جیسے یہودی و عیسائی یا غیر اہل کتاب ہو مثلاً بت پرست ' مجوسی وغیرھما۔

دلیل: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے **لَا یَرِثُ الْمُسْلِمُ الْکَافِرَ وَلَا الْکَافِرُ الْمُسْلِمَ** (۱) **(بخاری و مسلم)** یعنی مسلمان کافر کا اور کافر مسلمان کا وارث

= صحیح قرار دیا ہے۔

بعض اھل علم کی رائے یہ ہے کہ مکاتب پوری رقم ادا کرنے سے پہلے پہلے غلام ہی شمار ہو گا لہٰذا وہ وارث بھی نہیں ہو گا۔ ان حضرات کی دلیل یہ روائت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **اَلْمُکَاتِبُ عَبْدٌ مَابَقِیَ عَلَیْهِ مِنْ مُکَاتَبَتِهٖ دِرْهَمٌ بحواله ابودا ؤد** ۱۰/۳۲۴

حافظ ابن حجرؒ نے بلوغ المرام میں اور البانی نے تعلیق مشکاۃ المصابیح ۲/۱۶۵ میں اس روائت کو حسن کہا ہے۔ منذری نے کہا ہے کہ عمرو بن شعیب کی اس روائت میں اسماعیل بن عیاش ہے جو سخت متکلم فیہ ہے ۴/۳۱ ترمذی نے اسے غریب کہا ہے ۲/۲۵۰۔ امام نسائی نے منکر کہا ہے۔ ابن حزم نے کہا ہے کہ اس کی اسناد میں عطاء خراسانی ہے جس کا سماع عمرو بن شعیب سے ثابت ہی نہیں۔

(۱) یہ روائت اس کے خلاف حجت ہے جو کہتا ہے کہ مسلمان کافر کا وارث ہے لیکن کافر مسلمان کا وارث نہیں اور وہ دلیل یہ پیش کرتا ہے کہ **اِنَّ الْاِسْلَامَ یَعْلُوْ وَلَا یُعْلٰی** یعنی اسلام غالب ہوتا ہے =

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں۔ علاوہ ازیں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لَا يَتَوَارَثُ اَهْلُ مِلَّتَيْنِ یعنی دو ملتوں والے ایک دوسرے کے وارث نہیں (ابوداؤد' ترمذی)

مغلوب نہیں نیز دوسری دلیل یہ ہے کہ الاسلام یزید ولا ینقص یعنی اسلام بڑھتا ہے کم نہیں ہوتا لیکن ہماری پیش کردہ دلیل مسلمان کے کافر کا وارث نہ ہونے میں نص صریح ہے۔ جبکہ خصم کی مذکورہ بالا دونوں روائتیں امر میراث میں صریحا نص نہیں ہیں اور نہ ان کا یہ ظاہری مفہوم ہے تو جب صورت حال یہ ہے تو ہم ایک نص صریح کو اس دلیل کے مقابلہ میں کیسے چھوڑ دیں جو تقسیم میراث میں نہ نص صریح ہے اور نہ اس کا یہ مفہوم ہے۔ اگر بالفرض یہ مفہوم تسلیم کر بھی لیں تو منطوق کو مفہوم پر ترجیح ہوتی ہے۔

پھر ہماری پیش کردہ روائت اس شخص کے خلاف بھی حجت ہے جو کہتا ہے کہ اگر کوئی کافر شخص تقسیم میراث سے پہلے پہلے مسلمان ہو جائے تو وہ وارث ہو گا اور اس کے پاس دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی شیئی پر مسلمان ہوا تو وہ اسی کے لئے ہے۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ اس روائت میں تقسیم سے پہلے یا بعد کی کوئی وضاحت نہیں جبکہ ہماری پیش کردہ روائت مطلق اور واضح و صریح ہے۔ فریق ثانی کی روائت کا مفہوم یہ ہے کہ اسلام مسلمان کی کسی ایسی چیز پر ملکیت کو ختم نہیں کرتا جس کا وہ اسلام سے پہلے مالک تھا۔ یہ مطلب نہیں کہ اسلام لانے سے وہ شخص کسی ایسی چیز کا مالک بن گیا جس کا وہ پہلے مالک نہ تھا۔ پھر ان حضرات کے پاس اپنے موقف کی تائید میں ایک عقلی دلیل یہ بھی ہے کہ اگر کسی کافر شخص کو یہ علم ہو جائے کہ وہ تقسیم مال سے پہلے پہلے مسلمان ہو گیا تو وہ وارث بن جائے گا لیکن بعد میں وارث نہ ہو گا تو ایسا شخص اسلام قبول کرنے میں جلدی کرے گا اور اسے رغبت بھی ہو گی ورنہ نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر اسے علم ہو جائے کہ وہ مورث کی موت کے بعد وارث نہیں ہو گا تو اس میں قبول اسلام کی رغبت زیادہ ہو گی لیکن اگر اسے یہ معلوم ہو کہ وہ مورث کی موت کے بعد اور تقسیم ترکہ سے پہلے بھی وارث ہو سکتا ہے تو اسے قبول اسلام کی جلدی نہ ہو گی لہٰذا چاہیے کہ وہ موت کے بعد اور تقسیم ترکہ سے پہلے بھی وارث نہ ہو جیسے تقسیم کے بعد وارث نہیں دونوں صورتوں میں فرق فاسد ہے۔ ان حضرات کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ معاملہ میراث تقسیم کے بعد مکمل ہوتا ہے نہ کہ تقسیم سے پہلے اس لئے تقسیم

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مگر بصورت ولاء مسلم اور غیر مسلم ایک دوسرے کے وارث ہو سکتے ہیں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان عیسائی کا وارث نہ ہو گا الا یہ کہ وہ اس کا غلام یا لونڈی ہو (بیہقی)

سے پہلے پہلے شرکت درست ہے بعد میں نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ تقسیم سے پہلے وراثت کی عدم تکمیل کا دعویٰ غیر مسلم ہے بلکہ اس کی تکمیل مسلم ہے ورنہ جائز ہو گا کہ اس غلام کو بھی میراث میں شریک کر لیا جائے جسے تقسیم ترکہ سے قبل (اور مورث کی موت کے بعد) آزادی مل گئی ہے جبکہ آپ کسی صورت میں بھی اس کے قائل و فاعل نہیں ہیں۔ الغرض یہ بات حق و صواب معلوم ہوتی ہے کہ مورث کی موت کے بعد اور تقسیم ترکہ سے پہلے مسلمان ہونے والا وارث نہیں ہے واللہ اعلم

نوٹ: یہاں ایک چوتھا مانع بھی ہے جس کا ذکر علماء احناف نے کیا ہے اور وہ اختلاف دارین (یعنی حکومتوں کا مختلف ہونا) ہے۔ ان حضرات کی دلیل قرآن مجید کی یہ آئت ہے **وَالَّذِيْنَ آمَنُوا وَلَمْ يُهَاجِرُوا مَا لَكُمْ مِنْ وَلَايَتِهِمْ مِنْ شَيْءٍ حَتّٰى يُهَاجِرُوا** یعنی وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے (مدینہ کی طرف) ہجرت نہ کی تو نہیں ہے تمہارے لئے ان کی مدد کرنا یہاں تک کہ وہ ہجرت کریں۔ (انفال ۔ ۷۲) **جواب** ہماری رائے میں اس آئت کریمہ سے اختلاف دارین کے مانع ہونے پر احتجاج کرنا درست نہیں کیونکہ آئت مبارکہ میں ہے **مَا لَكُمْ مِنْ وَلَايَتِهِمْ مِنْ شَيْءٍ** لیکن یہ نہیں کہ **مَا لَكُمْ مِنْ اِرْثِهِمْ مِنْ شَيْءٍ** کہ ان کی میراث سے تمہارا کوئی حصہ نہیں یا جو لین دین ہے وہ ادا نہ ہو گا۔ پس آئت مذکورہ کسی بھی اعتبار سے میراث کے باب میں اختلاف دار کے مانع ہونے پر دلالت نہیں کرتی نہ ظاہراً نہ نصاً نہ مطابقتہً نہ تضمناً اور نہ التزاماً و غیر ذلک ------ اگر بالفرض چند منٹ کے لئے ہم تسلیم کر بھی لیں تو آئت کا مفہوم یہ ہونا چاہیے کہ مہاجر انصاری کا اور انصاری مہاجر کا وارث ہو گا لیکن ہم کہتے ہیں کہ یہ علی الاطلاق نہیں بلکہ مواخاۃ سے متعلق ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے لیکن تمہیں یہ معلوم ہے کہ آئت **اُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ** سے توریث بالمواخاۃ منسوخ ہے۔ ہماری دلیل کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے **لَا يَتَوَارَثُ اَهْلُ مِلَّتَيْنِ شَتّٰى** کا مطلب و مفہوم بھی یہی ہے کہ ملت واحدہ والے باہم وارث ہوں گے اگرچہ ان کے دار مختلف ہی کیوں نہ ہوں۔ پس ان نصوص پر عمل کرنا اس وقت تک ضروری ہے جبتک ایسی دلیل میسر نہ ہو جو اس کے مفہوم کو اتحاذ دار سے مختص نہ کر دے اور وہ ہے نہیں جیسا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حقوقِ ترکہ کی بحث

میت کے ترکہ سے متعلق حقوق چار ہیں جو ترتیب وار ادا ہوں گے۔ (۱)

① **تجہیز و تکفین:** (۲) سب سے پہلے میت کے ترکہ میں سے کفن سے لے کر دفن تک تمام اخراجات ادا ہوں گے۔ البتہ اس میں فضول خرچی یا کنجوسی نہ کی جائے۔

② **ادائیگی قرض:** قرض عینی ہو (۳) مثلاً گروی چیز کی وصولی یا مطلق ہو وہ مطلق قرض کسی انسان کا ہو جیسے ادھار وغیرہ یا اللہ تعالیٰ کا قرض ہو جیسے زکوۃ، کفارات، حج واجب وغیرہ (۴)

دلیل: حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور کہا کہ میری والدہ فوت ہو گئی ہے اس کے ذمہ ایک ماہ کے روزے تھے تو کیا میں اس کی طرف سے قضا دوں؟ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا قرض دوسرے قرضوں سے زیادہ حق رکھتا ہے کہ اسے ادا کیا جائے (بخاری و مسلم)

= کہ اہل علم جانتے ہیں چنانچہ یہی وجہ ہے کہ اب تمام اہل اسلام حتی کہ متاخرین حنفیہ نے بھی اس امر پر اتفاق کر لیا ہے کہ اب اختلاف دار مسلمانوں کے مابین تقسیم میراث کے باب میں مانع نہیں ہے اگرچہ ممالک اسلامیہ متعدد اور دور دور ہوں تمام کو دار واحدہ ہی شمار کیا جائے گا۔ باقی رہے غیر مسلم تو ایسی کوئی شرعی دلیل نہیں جو ان کے حق میں اختلاف دارین کو مانع قرار دے علاوہ ازیں وہ اپنے دین و مذہب کے تابع ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

(۱) اس باب میں قاعدہ یہ ہے کہ ہر وہ حق جو زندگی میں مقدم ہے وہ موت کے بعد بھی مقدم ہے۔

(۲) تجہیز و تکفین کی ادائیگی قرض پر مقدم رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ خود میت اپنے مال کی دوسروں سے زیادہ حق دار ہے۔ نیز انسان کی حاجات میں سے اہم حاجت یہ ہے کہ اولا اس کا بدن ڈھانپا جائے اور باعزت اس کو دفن کیا جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مصعب بن عمیر اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہما کو جب کفن پہنایا تو ان کے قرضوں کے متعلق نہ پوچھا باوجودیکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میت کے قرضہ کو بڑی اہمیت دیتے تھے حتی کہ بعض دفعہ اس کے =

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اجرائے وصیت: میت کی وصیتیں زیادہ سے زیادہ تہائی مال سے جاری ہوں گی نیز وارث کے حق میں وصیت نافذ نہ ہو گی دلیل عمرو بن خارجہ سے روائت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی علیہ وسلم کو اونٹنی پر خطبہ دیتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالٰی نے ہر صاحب حق کو حق دے دیا ہے لہٰذا اب وارث کے لئے وصیت نہیں۔ (ابوداؤد' ترمذی)

نوٹ: ادائیگی قرض کو اجراء وصیت پر جو مقدم کیا گیا ہے وہ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تم آئت **مِنۡۢ بَعۡدِ وَصِيَّةٍ تُوۡصُوۡنَ بِهَاۤ اَوۡ دَيۡنٍ** پڑھتے ہو لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرض کا فیصلہ وصیت سے پہلے فرمایا ہے۔ (ترمذی) (۱)

ساتھیوں سے پوچھتے اور قرضہ کے بوجھ کی وجہ سے نماز جنازہ پڑھانے سے انکار کر دیتے۔ علامہ ابن قیم نے اس کی حکمت بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ جس طرح انسان کا زندگی میں بدن ڈھانپنا ضروری تھا ایسے ہی موت کے بعد بھی ضروری ہے (زادالمعاد ۲/۲۴۰)

(۳) کسی شئی معین سے متعلق ہو مثلاً رھن وغیرہ مثلاً کسی شخص نے اپنی انگوٹھی وغیرہ رہن رکھ کر قرض لیا یا بکری خریدی اور بغیر قبضہ اور قیمت ادا کرنے کے مر گیا یا مکان کرایہ پر دیا اور ایک مدت کا کرایہ پیشگی وصول کر لیا اور مدت پوری ہونے سے پہلے مر گیا۔ تو یہ تمام اشیاء کا معاملہ پہلے صاف کیا جائے۔

(۴) احناف کے نزدیک اللہ تعالٰی کا قرض مال میت سے ادا نہ ہو گا۔ کیونکہ یہ ادائیگی عبادت ہے اور عبادت انسان کی موت کے بعد ساقط ہو جاتی ہے۔ البتہ ایسا شخص گنہگار اور آخرت میں جوابدہ

(۱) اللہ تعالٰی نے قرآن مجید میں جو وصیت کا ذکر قرضہ سے پہلے کیا ہے اس میں شاید یہ حکمت ہو کہ مالِ وصیت بغیر کسی شئی کے عوض کے وصول کیا جاتا ہے جبکہ وصولی قرض کسی چیز کے عوض میں ہوتا ہے اس بناء پر وصیت پر عمل ادائیگی قرض کی نسبت مشکل ہوتا ہے اس لئے وصیت کی اہمیت کو اجاگر کرنا ضروری ہوا۔ علاوہ ازیں مالِ وصیت ایک ایسے فقیر و محتاج کا حصہ ہے جو جرات سے وصولی کی بات نہیں کر سکتا۔ اس کے برعکس قرضہ عموماً قوت سے مطالبہ کرنے والے کا حصہ ہے اور وہ زور و جوش سے مطالبہ و تکرار بھی کر سکتا ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ **اِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا** یعنی صاحب حق کو حق لینے میں بات کرنے کا پورا پورا حق ہے۔ نیل الاوطار

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقسیم ترکہ: جو کتاب و سنت کے مطابق ورثاء پر تقسیم کیا جائے گا۔ (۱) ترکہ کی تقسیم اصحاب الفرائض سے شروع ہو گی اور یہ ایسے ورثاء ہیں جن کے حصے کتاب و سنت میں مقرر و متعین ہیں۔ (۲) اصحاب الفرائض کے بعد عصبات نسبی کو ترکہ ملے گا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اصحاب الفرائض کو ان کے مقررہ حصے دو پھر جو باقی بچ جائے وہ سب سے قریبی مرد کو دیا جائے۔ (بخاری و مسلم)

واضح رہے عصبہ ہر وہ شخص ہے جو اصحاب الفرائض کے حصہ لینے کے بعد بچا ہوا مال لیتا ہے اور وہ اکیلا ہونے کی صورت میں سارے مال کا حقدار ہے۔ اگر عصبہ نسبی نہ ہو تو عصبہ سببی یعنی معتق مالِ ترکہ لے گا وہ مرد ہو یا عورت۔ اس میراث کا نام ولاء رکھا گیا ہے۔

(۱) نقشہ اقسامِ ورثاء اور اُن کی ترتیب

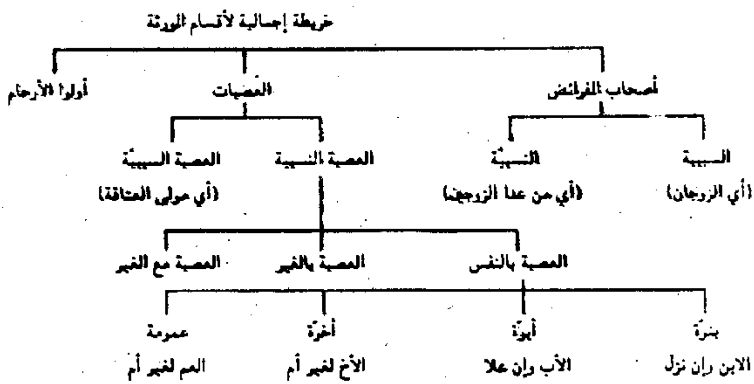

(۲) صاحب فرض کو مقدم رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مقدم رکھا ہے چنانچہ ارشاد ہے **اَلْحِقُوا الْفَرَائِضَ بِاَهْلِهَا فَمَا بَقِيَ فَهُوَ لِاَوْلٰى رَجُلٍ ذَكَرٍ** یعنی اہل فرائض کو ان کے مقررہ حصے ادا کرو پھر جو بچ جائے وہ قریبی مرد کو دے دو (بخاری و مسلم) علاوہ ازیں عصبہ کی تقدیم سے اصحاب الفرائض کا محروم ہونا لازم آتا ہے اور یہ باطل ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دلیل: اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ولاد اسے ملے گی جو آزاد کرے (بخاری و مسلم) اگر معتق نہ ہو تو اس کے **عصبات بالنفس** (مردوں) کو ترکہ ملے گا لیکن اس کی عورتوں کو ولاء سے کچھ نہ ملے گا۔

دلیل: حضرت عمر' علی اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم عورتوں کو ولاد سے کچھ نہ دیتے تھے الا یہ کہ وہ خود کسی کو آزاد کریں یا ان کے آزاد کردہ کسی کو آزاد کریں (بیہقی' داری)

اگر اصحاب الفرائض کے علاوہ کسی قسم کا عصبہ نہ ہو تو ترکہ اصحاب الفرائض نسبیہ پر ان کے حصوں کے مطابق (بصورت رد) دوبارہ تقسیم کیا جائے گا۔ اگر اصحاب الفرائض میں سے کوئی نہ ہو یا ہو لیکن خاوند ہو یا بیوی تو اس کا مقررہ حصہ ادا کر کے باقی مال اولوالارحام کو ادا کر دیا جائے گا۔ واضح رہے اولوالارحام ہر وہ وارث ہے جو نہ عصبہ ہے اور نہ ہی صاحب فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے **وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِیْ كِتَابِ اللّٰهِ** نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے **اَلْخَالُ وَارِثُ مَنْ لَا وَارِثَ لَهٗ** یعنی جس کا کوئی وارث نہ ہو تو ماموں اس کا وارث ہو گا (ابوداؤد' ترمذی) اگر اولوالارحام نہ ہوں تو مالِ ترکہ اسے ملے گا جس کے حق میں میت نے تمام مال کی وصیت کی ہو ورنہ وہ بیت المال میں جمع کر لیا جائے گا۔

اصحاب الفروض اور ان کے مقررہ حصص کا بیان

فروض' فرض کی جمع ہے۔ لغت میں اس کے کئی ایک معانی ہیں جن میں سے چند ایک یہ ہیں۔ طرف' کاٹنا' تعیین' اتارنا' واضح کرنا اور حلال قرار دینا۔ علم میراث کی اصطلاح میں فرض بمعنی اسم مفعول (مفروض) استعمال ہوتا ہے۔

قرآن مجید میں کل چھ فروض ذکر ہوئے ہیں جو یہ ہیں نصف (آدھا) ربع (چوتھائی) ثمن (آٹھواں) ثلثان (دو تہائی) ثلث (تہائی) اور سدس (چھٹا)۔ البتہ ایک ساتواں فرض بھی ہے جو اجتہادی ہے جو کہ ثلث مابقی ہے یہ حصہ ماں کو ان دو صورتوں میں ملتا ہے جو عمریتین کے نام سے مشہور ہیں۔ اس کی تفصیل آگے آئے گی۔جان لو! اصحاب الفرائض بارہ اشخاص ہیں جو کہ چار مرد اور آٹھ عورتیں ہیں اور وہ یہ ہیں۔

مرد: خاوند' باپ' دادا' اخیافی بھائی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عورتیں: اخیافی بہن، بیوی، ماں، دادی و نانی، بیٹی، پوتی، سگی بہن اور علاتی (پدری) بہن جان لو! کہ اصحاب الفرائض کی دو قسمیں ہیں اولاً اصحاب الفرائض سببی جو کہ خاوند اور بیوی ہیں۔ انکا یہ نام اس لئے رکھا گیا ہے کہ وہ نکاح کے سبب سے ایک دوسرے کے وارث ہوتے ہیں۔ ثانیاً اصحاب الفرائض نسبی جو کہ زوجین کے علاوہ (دس ورثاء) ہیں۔ ان کا یہ نام اس لئے رکھا گیا ہے کہ وہ نسبی قرابت کے سبب سے ایک دوسرے کے وارث ہوتے ہیں۔

سوالات

① علم فرائض کی فضیلت میں کوئی ایک حدیث شریف سنایئے؟ ② علم الفرائض کو فریضہ عادلہ کیوں کہا گیا ہے؟ ③ علم الفرائض نصف علم کیسے ہے؟ ④ علم الفرائض کی تعریف بتایئے؟ ⑤ اس علم کا موضوع کیا ہے؟ ⑥ اس علم کی غرض و غائت کیا ہے؟ ⑦ علم الفرائض کا حکم کیا ہے؟ ⑧ رکن کی تعریف کیا ہے؟ ⑨ ارکان میراث کتنے ہیں؟ ⑩ شرط کا لغوی اور اصطلاحی مفہوم کیا ہے؟ ⑪ شروط میراث کی تعداد بتایئے؟ ⑫ شرط اول کیا ہے؟ ⑬ چوتھی شرط کیا ہے؟ ⑭ سبب کیا ہے؟ ⑮ اسباب کتنے ہیں؟ ⑯ اسباب کون سے ہیں؟ ⑰ نکاح کا لغوی اور اصطلاحی معنی کیا ہے؟ ⑱ ولاء کا لغوی اور اصطلاحی معنی کیا ہے؟ ⑲ آزاد کرنے والا اپنے آزاد کردہ کی ولاء کب لیتا ہے؟ ⑳ دلیل بتایئے؟ ㉑ عورتیں ولاء کب لیتی ہیں؟ ㉒ نسب کیا ہے؟ ㉓ کیا ایک شخص میں تینوں اسباب جمع ہو سکتے ہیں؟ ㉔ میت کے ترکہ سے متعلق حقوق کیا ہیں؟ ㉕ ان کی ترتیب کیا ہے؟ ㉖ تجہیز و تکفین میں کیا کچھ ملحوظ ہونا چاہیے؟ ㉗ ادائیگی قرض وصیت پر کیوں مقدم ہے؟ ㉘ کیا اللہ تعالیٰ کا قرض ادا ہو گا؟ ㉙ دلیل کیا ہے؟ ㉚ اللہ تعالیٰ کے قرض کی تین مثالیں دیجئے؟ ㉛ وارث کے حق میں وصیت کب جائز ہے؟ ㉜ کیا وصیت واجب ہے؟ ㉝ چوتھا حق کیا ہے؟ ㉞ مانع کسے کہتے ہیں؟ ㉟ موانع کتنے ہیں؟ ㊱ موانع کون سے ہیں؟ ㊲ غلامی کیا ہے؟ ㊳ کیا غلام وارث ہو گا؟ ㊴ اس کی دلیل کیا ہے؟ ㊵ ناقص غلام کی مثال دیجئے؟ ㊶ اس کے وارث ہونے کی دلیل کیا ہے؟ ㊷ قاتل بچہ وارث ہو گا؟ ㊸ کیسا قتل مانع ہے؟ ㊹ کیا کفر ایک ملت ہے یا الگ الگ؟ ㊺ صاحب فرض کون ہوتا ہے؟ ㊻ عصبہ کون ہے؟ ㊼ عصبات کی ترتیب میں دلیل کون سی حدیث ہے؟ ㊽ ذی رحم کی تعریف کیا ہے؟

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصحاب الفرائض کے حصص کی تفصیلی بحث

خاوند

خاوند کے حصہ پانے کی دو حالتیں ہیں۔

① وہ نصف ترکہ کا حق دار ہے جبکہ اس کی فوت شدہ بیوی کی اولاد نہ ہو۔

دلیل: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے **وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُنَّ وَلَدٌ**

ترجمہ۔ اور واسطے تمہارے نصف مال ہے جو ترکہ تمہاری بیویاں چھوڑ جائیں جبکہ ان کی اولاد نہ ہو۔

② وہ چوتھائی ترکہ کا حق دار ہے جبکہ اس کی فوت شدہ بیوی کی اولاد (خواہ اس شوہر سے یا دوسرے شوہر سے) ہو

دلیل: **فَإِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ** اگر ان کی اولاد ہو تو پس تمہارے واسطے چوتھائی مال ہے جو وہ چھوڑ گئیں۔

باپ

باپ کی تین حالتیں ہیں۔

① صرف ذی فرض کی حیثیت سے چھٹا حصہ لے گا جب کہ میت کی مذکر اولاد ہو (خواہ مونث اولاد ہو یا نہ ہو) جیسے بیٹا' پوتا وغیرہ۔

② باپ کو ذی فرض اور عصبہ دونوں حیثیتوں سے حصہ ملے گا۔ ذی فرض کی حیثیت سے چھٹا اور مزید عصبہ کی حیثیت سے اسے اصحاب الفرائض سے بچا ہوا مل جاتا ہے جب کہ میت کی صرف مونث اولاد بیٹی پوتی ہو۔

دلیل: ان مذکورہ دو حالتوں پر دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے **وَلِأَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِنْ كَانَ لَهُ وَلَدٌ**

ترجمہ۔ ماں اور باپ میں سے ہر ایک کے لئے چھٹا حصہ ہے اس سے جو چھوڑ گیا جب کہ اس کی اولاد ہو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علاوہ ازیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو باقی بچ جائے وہ قریبی مذکر مرد کے لئے ہے۔ دوسری حالت پر دلیل یہ روائت بھی ہے کہ حضرت عمران بن حصینؓ نے کہا کہ ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا میرا بیٹا فوت ہو گیا ہے تو اس کے ترکہ میں سے میرا حصہ کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا چھٹا حصہ۔ جب وہ واپس پلٹا تو اسے بلا کر فرمایا تیرے لئے چھٹا حصہ اور ہے۔ پھر جب وہ واپس ہوا تو فرمایا یہ دوسرا چھٹا حصہ تیرے لئے (بطور عصبہ) زائد ہے۔(۱)

(۳) وہ صرف عصبہ کی حیثیت سے وارث ہو گا جب کہ میت کی اولاد نہ ہو۔ ماخذ۔ **فَاِنۡ لَّمۡ يَكُنۡ لَّهٗ وَلَدٌ وَّوَرِثَهٗۤ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ** یعنی اگر میت کی اولاد نہ ہو اور اس کے وارث ماں اور باپ ہو تو ماں کے لئے تہائی مال ہے۔ (اور باقی باپ کے لئے ہے)

اس آئت کریمہ سے یہ بات صراحتاً سمجھ آ رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے باپ کے لئے (جبکہ میت کی اولاد نہ ہو) کوئی حصہ مقرر نہیں کیا۔ لہٰذا وہ عصبہ کی حیثیت سے باقی مال کا حقدار ہو گا۔

جد صحیح (دادا' پڑدادا وغیرہ) کا بیان

جد صحیح ہر وہ شخص ہے کہ جس کی نسبت میت کی طرف عورت کے واسطہ سے نہ ہو اور وہ دادا ' پڑدادا (اوپر تک) ہے اگر میت کا باپ موجود نہ ہو تو دادا وارث ہو گا۔

دادا کے حصہ پانے کی وہی تین صورتیں ہیں جو باپ کی ہیں البتہ چند ایک مسائل باپ سے مختلف ہیں جن کا ذکر آئندہ مختلف مقامات پر آئے گا (ان شاء اللہ تعالیٰ)

دلیل : متعدد آیات کریمہ اور احادیث شریفہ میں دادا وغیرہ کو باپ کہا گیا ہے مثلاً **يٰبَنِىۡۤ اٰدَمَ لَا يَفۡتِنَنَّكُمُ الشَّيۡطٰنُ كَمَاۤ اَخۡرَجَ اَبَوَيۡكُمۡ مِّنَ الۡجَنَّةِ** (اعراف ۲۷) **وَقَالَ تَعَالٰى مِلَّةَ اَبِيۡكُمۡ اِبۡرٰهِيۡمَ** (حج ۷۸) نیز حدیث شریف میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

---

(۱) ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا ہے طیبی نے کہا ہے اس صورت مسئلہ میں میت کی دو بیٹیاں اور یہ سائل تھا بحوالہ تحفۃ الاحوذی ۳/۱۸۰

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِرْمُوا بَنِیْ اِسْمَاعِیْلَ فَاِنَّ اَبَاکُمْ کَانَ رَامِیًا (بخاری) اے بنو اسماعیل تیر اندازی کرو کیونکہ تمہارا باپ تیر انداز تھا۔

خلاصہ یہ کہ جب دادا اصطلاح شرع و لغت میں باپ قرار پایا تو وراثت کے باب میں بھی اسے باپ کے قائم مقام قرار دے دیا گیا۔ علاوہ ازیں اس مسئلہ پر اجماع بھی ہے۔ (دیکھئے بخاری شریف صفحہ ۲/۹۹۸)

نوٹ: (ا) باپ کی موجودگی میں دادا وغیرہ ترکہ سے محروم ہو جاتا ہے کیونکہ داد کو میت کے ساتھ جو قرابت حاصل ہے اس میں باپ واسطہ اور اصل ہے۔

(ب) جد قریب کی موجودگی میں جد بعید محروم ہو جاتا ہے مثلاً دادا کی موجودگی میں پڑدادا وارث نہ ہو گا۔

اخیافی بھائی' بہن

اخیافی بھائی بہن وہ ہیں جو صرف ماں کی جانب سے سگے ہوں (اخیافی خیف سے مشتق ہے۔ لغت عرب میں اس لفظ کا اطلاق ایسے شخص پر ہوتا ہے جس کی دونوں آنکھوں کی رنگت میں اختلاف ہو) ان کی ماں ایک ہی ہوتی ہے جبکہ باپ جدا جدا ہوتا ہے۔ ان کی تین حالتیں ہیں۔

① اس کا چھٹا حصہ ہے جبکہ اخیافی بھائی یا بہن ایک ہو۔

② وہ تہائی حصہ کے حقدار ہیں جب ایک سے زیادہ ہوں۔ خواہ سب مذکر ہوں یا مونث' یا مخلوط ہوں۔ اور وہ تہائی مال ان سب میں برابر برابر تقسیم ہو گا۔

دلیل: وَاِنْ کَانَ رَجُلٌ یُّوْرَثُ کَلٰلَۃً اَوِ امْرَاَۃٌ وَّلَہٗٓ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ فَلِکُلِّ وَاحِدٍ مِّنْھُمَا السُّدُسُ فَاِنْ کَانُوْٓا اَکْثَرَ مِنْ ذٰلِکَ فَھُمْ شُرَکَآءُ فِی الثُّلُثِ

اس آیت میں اخیافی بھائی بہن کا حصہ بیان ہوا ہے۔ چنانچہ حضرت ابی بن کعب اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما کی قرات بھی یہی ہے نیز مفسرین کا اس پر اتفاق ہے۔

③ وہ محروم ہوں گے جبکہ میت کی اولاد یا باپ موجود ہو۔ نیز دادا وغیرہ کی موجودگی میں بھی وہ بالاتفاق محروم ہوں گے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اخیافی بھائی بہن کے چند مخصوص احکام

(ا) یہ میت کی اس ماں کی موجودگی میں اپنا مقررہ حصہ لیتے ہیں جس کے واسطہ سے ان کی میت سے قرابت اور رشتہ داری ہے اور یہ بات قاعدہ عامہ کے خلاف ہے کیونکہ قاعدہ و ضابطہ یہ ہے کہ واسطہ شخص کی موجودگی میں کوئی وارث نہیں ہوتا۔

(ب) مذکر اور مونث تقسیم میں برابر برابر حصہ لیتے ہیں کمی و بیشی نہیں ہوتی۔

(ج) مذکر اپنی بہنوں کو عصبہ نہیں بناتے بلکہ ہر ایک صاحب فرض کی حیثیت سے حصہ لیتا ہے۔

(د) ایک کے لئے چھٹا اور زیادہ کے لئے تہائی ترکہ ہے۔

بیویاں

بیویوں کی دو حالتیں ہیں۔

① انھیں (ایک ہو یا زیادہ) چوتھا حصہ ملے گا جب کہ خاوند کی اولاد نہ ہو۔

② انہیں (ایک ہو یا زیادہ) آٹھواں حصہ ملے گا جبکہ خاوند کی اولاد (خواہ اس بیوی سے یا کسی دوسری سے) ہو (ا)

دلیل : وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكُمْ وَلَدٌ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ

زوجین سے متعلق چند احکام

(ا) زوجین کے باہمی حصوں میں یہ رعائت رکھی گئی ہے کہ دونوں صورتوں میں خاوند کا

(ا) جو فوت ہو گئی یا اسے طلاق ہو گئی ہو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حصہ بیوی کے حصہ سے دوگنا ہے۔ (۱)

(ب) کبھی کبھار خاوند یا بیوی ایک دوسرے کے ترکہ میں سے قرابت کے سبب سے بھی حصہ لیتے ہیں۔ پس اس طرح وہ مختلف دو سببوں سے دو حصے لیں گے مثلاً خاوند اپنی بیوی کے سگے چچا کا بیٹا بھی ہو یا بیوی اپنے خاوند کے سگے چچا کی بیٹی بھی ہو۔

(ج) زوجین کبھی محروم (محجوب) نہیں ہوتے اور نہ ہی یہ دونوں کسی وارث کا حصہ کم کرتے ہیں اور نہ ہی محروم کرتے ہیں۔

(د) انعقاد نکاح کے بعد زوجین ایک دوسرے کے وارث قرار پاتے ہیں۔ رخصتی ہو یا نہ ہو اور دخول حاصل ہو یا نہ ہو۔

(ھ) زوجین طلاق رجعی کی عدت میں ایک دوسرے کے وارث ہوں گے البتہ فسخ نکاح ' خلع ' تیسری طلاق اور لعان کی صورت میں نہ عدت میں وارث ہوں گے اور نہ ہی عدت کے بعد۔ ہاں اگر خاوند نے حالت مرض موت میں بیوی کو طلاق بائن دی تو بیوی دوران عدت وارث ہو گی جیسا کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کا واقعہ ہم (باب التخارج میں) ذکر کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

(و) اگر کوئی کافر شخص اپنی چار سے زائد بیویوں کے ساتھ مسلمان ہو گیا اور ان میں سے چار کا انتخاب کرنے سے پہلے ہی وفات پا گیا تو چونکہ اسلام میں چار سے زائد کو حقِّ زوجیت حاصل نہیں ہوتا لہٰذا صرف چار کو بذریعہ قرعہ اندازی ترکہ ملے گا اور باقی محروم قرار پائیں گی۔

---

(۱) اس میں حکمت یہ ہے حیات دنیوی میں مرد کی مالی ذمہ داریاں اس کی بیوی کی ذمہ داریوں سے بڑھ کر ہوتی ہیں مثلاً مرد اپنی بیوی کے حق مہر اور نان و نفقہ کا مکلف ہوتا ہے۔ نیز اپنی اولاد' ماں' باپ اور بہنوں کی ذمہ داری اسی پر ہوتی ہے جبکہ بیوی ان اجتماعی واجبات میں غیر مکلف ہوتی ہے بلکہ وہ تو معاشی زندگی میں اپنوں کی سرپرستی کے تحت عزت و احترام اور اعتماد و وقار سے چلتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ماں

ماں کے حصہ پانے کی تین صورتیں ہیں۔

۱۔ دو حالتوں میں چھٹا حصہ لیتی ہے۔

(ا) جب میت کی مذکر یا مونث اولاد ہو۔

(ب) جب میت کے کسی بھی جہت سے دو یا زیادہ بھائی بہن موجود ہوں۔ خواہ وہ وارث ہوں یا کسی وارث کی وجہ سے محروم ہوں۔

۲۔ ماں کو کل ترکہ کی تہائی ملے گی جبکہ مندرجہ بالا حالتیں نہ ہوں۔

دلیل : وَلِاَبَوَیْهِ لِکُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَکَ اِنْ کَانَ لَهٗ وَلَدٌ فَاِنْ لَّمْ یَکُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّوَرِثَهٗٓ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ فَاِنْ کَانَ لَهٗٓ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ

۳۔ ماں کو باقی ترکہ کی تہائی ملے گی جب کہ دو صورتوں (عمریتین یا غراوین) میں سے کوئی ایک صورت ہو جو یہ ہیں (ا) خاوند اور ماں، باپ (یہ مسئلہ چھ سے بنے گا) (ب) بیوی اور ماں، باپ (تب مسئلہ چار سے ہو گا)

ان دو صورتوں میں خاوند یا بیوی کو اس کا مقررہ حصہ ادا کرکے باقی ترکہ کا تہائی ماں کو دیا جائے گا اور باقی دو حصے باپ کو ملیں گے۔

وجہ تسمیہ : چونکہ یہ فیصلہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیا تھا اس لئے ان دونوں صورتوں کو عمریتین کہتے ہیں۔ نیز یہ دونوں صورتیں شہرت میں ستاروں کی مانند واضح اور روشن ہیں اس لئے انہیں غراوین بھی کہا جاتا ہے۔ پھر صحابہ کرام مثلاً عثمان، علی، زید بن ثابت اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم کا اس پر اتفاق بھی منقول ہے۔ علاوہ ازیں حسن بصری، ثوری، مالک، شافعی، ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب (رحمہم اللہ) کا یہی مسلک ہے۔

البتہ ابن عباس رضی اللہ عنہ اس مسئلہ میں متفرد ہیں ان کے نزدیک ان دونوں صورتوں میں ماں کو کل مال کی تہائی ملے گی۔ (ا)

(ا) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا استدلال ان الفاظِ قرآن سے ہے وَّوَرِثَهٗٓ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نوٹ (ا) اگر مندرجہ بالا ان دو صورتوں میں باپ کی بجائے دادا وارث ہو تو ماں کا حصہ بالاتفاق کل مال کی تہائی ہو گی۔ (ا)

(ب) صرف ایک بھائی یا ایک بہن ہو تو ماں کا حصہ (ثلث الکل سے) کم نہ ہو گا۔

جدہ صحیحہ (دادی 'نانی)

جدہ صحیحہ سے مراد وہ عورت ہے جس کی میت کے ساتھ قرابت بواسطہ جد فاسد نہ ہو۔ ایسی جدہ (ایک ہو یا زیادہ اور ایک درجہ کی ہوں) چھٹے حصے کی حقدار ہے ' چاہے ماں کی طرف سے ہو جیسے نانی ' پڑنانی وغیرھا یا باپ کی جانب سے ہو جیسے دادی پڑدادی وغیرھا

= یعنی اس (میت) کے ماں باپ وارث ہوں تو ماں کا حصہ تہائی ہے۔ جمہور کا جواب یہ ہے کہ آیت کریمہ میں تہائی مال سے مراد اس تمام حصہ کی تہائی ہے جس میں صرف والدین وارث ہوں نہ کہ کل مال کا ثلث ورنہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی وَوَرِثَهُ أَبَوَاهُ کے الفاظ فائدہ و حکمت سے خالی نظر آئیں گے۔ چنانچہ خاوند یا بیوی کے فرض کے بعد جس حصہ کے ماں باپ وارث ہوں اس کا ثلث (تہائی) ثلث مابقی ہی ہو گا۔

عقلی دلیل: عموماً جب مذکر و مونث (ایک ہی درجہ کے) جمع ہوتے ہیں تو مذکر کو مونث سے زیادہ حصہ ہی ملتا ہے کیونکہ زندگی میں مرد کی ذمہ داریاں عورت سے زیادہ ہوتی ہیں۔ اگر ہم ماں کو میت کے خاوند کی موجودگی میں کل مال کا ثلث دیں تو ماں کو باپ سے دوگنا مل جاتا ہے اور بیوی کی موجودگی میں باپ کو زیادہ نہیں ملتا جو اس کا حق تھا۔ لیکن ماں کو ثلث مابقی دینے سے اس الجھن کی سلجھن مل جاتی ہے۔

ایک مناظرہ: روائت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت زید بن ثابت سے اس بارے میں گفتگو کی اور پوچھا کہ کتاب اللہ میں ثلث مابقی کہاں آیا ہے تو حضرت زید نے جواباً فرمایا کہ قرآن مجید میں یہ کہاں آیا ہے کہ خاوند یا بیوی کی موجودگی میں ماں کو کل مال کا ثلث دیا جائے گا جبکہ حکم ربانی ہے وَوَرِثَهُ أَبَوَاهُ چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اس پر لاجواب ہو گئے=

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دلیل : قبیصہ بن ذویب سے روائت ہے انہوں نے کہا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس کسی میت کی نانی حاضر ہوئی اور اس نے اپنے حق میراث کی مقدار پوچھی تو آپ نے فرمایا کتاب اللہ میں تیرا حصہ کچھ نہیں ہے اور نہ ہی میرے علم کے مطابق سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تیرا کوئی حصہ ہے۔ ہاں تو واپس چلی جا میں لوگوں سے اس بارے میں دریافت کروں گا۔ جب لوگوں سے پوچھا تو حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے بتلایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں اس مجلس میں موجود تھا جس میں آپؐ نے میت کی نانی کو چھٹا حصہ دیا۔ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا تمہارے ساتھ کوئی اور بھی تھا تو تب محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر وہی بات کہی جو مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہی تھی چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ کر دیا پھر (خلافت فاروقی) میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس میت کی دادی آئی جو اپنی میراث کے بارے میں پوچھنا چاہتی تھی تو آپ نے فرمایا تیرے لئے علیحدہ کوئی حصہ نہیں بس وہی چھٹا حصہ ہی ہے جو تم دونوں (نانی، دادی) کو ملے گا اور اگر تم میں سے کوئی ایک نہ ہو تو وہ حصہ بھی اسی کو ہی مل جائے گا (ترمذی) (۱)

جدہ صحیحہ مندرجہ ذیل اشخاص کی موجودگی میں محجوب (محروم) ہوگی

ماں ہر قسم کی جدات (دادیاں ہوں یا نانیاں) کو محجوب کر دے گی۔ دادیوں کو اس لئے کہ سبب (ام) ایک ہے اور نانیوں کو اس لئے کہ میت کی ماں ان میں اور میت میں واسطہ ہے۔

= کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد وَوَرِثَهُ أَبَوَاهُ میں اب سے مراد حقیقی باپ ہے دادا وغیرہ نہیں ورنہ ماں سے مراد دادی و نانی بھی ہو گی اور یہ باطل ہے علاوہ ازیں ایک لفظ ایک ہی محل میں حقیقت و مجاز کا متحمل نہیں ہوتا۔

(۱) قاضی حسینؒ نے ذکر کیا ہے کہ جو عورت ابوبکر صدیق کے پاس آئی تھی وہ نانی تھی اور جو حضرت عمر کے پاس حاضر ہوئی تھی وہ میت کی دادی تھی چنانچہ ابن ماجہ کی ایک روائت اس کی موید بھی ہے تحفۃ الاحوذی ۱۸۱/۳

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دلیل : حضرت ابن بریدہ سے مروی ہے کہ وہ اپنے باپ سے روائت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جدہ کے لئے چھٹا حصہ تب مقرر کیا جب میت کی ماں نہ ہو (بیہقی)

باپ دادیوں کو محروم کر دیتا ہے لیکن نانیوں کو محروم نہیں کرتا چنانچہ حضرت علی اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ وہ دادی کو اس کے بیٹے (میت کے باپ) کی موجودگی میں وارث نہیں بناتے تھے۔ نیز قاعدہ مشہورہ ہے کہ جو کوئی میت سے کسی واسطہ سے قرابت رکھتا ہو تو اس واسطہ شخص کی موجودگی میں وہ وارث نہیں ہو گا سوائے اخیافی بھائی بہن کے جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے۔

دادا ہر اس دادی کو محروم کر دیتا ہے جس میں وہ واسطہ ہو۔ مثلاً دادا کی ماں اور جس میں وہ واسطہ نہ ہو اسے محروم نہیں کرتا مثلاً باپ کی ماں اور اوپر تک۔

جدہ قربی دور والی جدہ کو محروم کر دیتی ہے۔ وہ قربی خود وارث ہو یا محروم ہو اس میں قاعدہ مشہورہے الاقرب فالاقرب

نوٹ : جب کسی مسئلہ میں دو یا زیادہ ایسی جدات ہوں کہ میت سے ایک کا تعلق ایک جانب سے ہو جبکہ دوسری کا تعلق دو جانبوں سے ہو جیسے نانی کی ماں اور وہی دادا کی ماں بھی ہو (واضح رہے کہ یہ صورت اس وقت بنتی ہے جس وقت کوئی شخص اپنی پھوپھی کی لڑکی سے یا خالہ کی لڑکی سے شادی کرے اور پھر صاحب اولاد ہو) تب دو جانب سے تعلق رکھنے والی کو دوسری پر ترجیح ہو گی۔

نمونہ

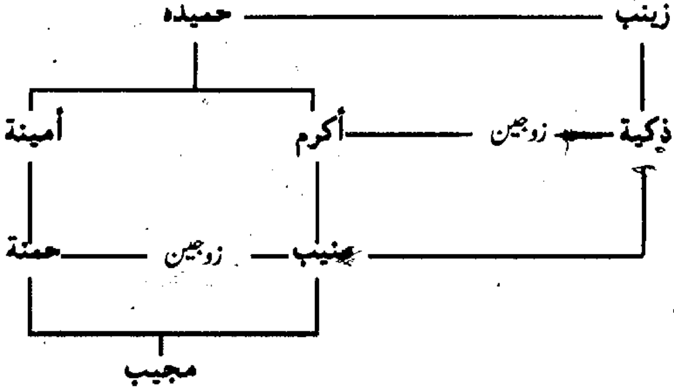

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طریقہ تقسیم: اہلحدیث کے نزدیک ترکہ کے چھٹے حصہ کے تین حصے کئے جائیں گے۔ ایک حصہ ایک قرابت والی (زینب) کو اور دو حصے دو قرابتوں والی (حمیدہ) کو ادا کئے جائیں گے۔ البتہ ابویوسف کے نزدیک چھٹا حصہ دونوں میں (حسب بدن) برابر برابر تقسیم ہو گا۔

۲۔ جدہ فاسدہ (کہ جس کے اور میت کے درمیان جد فاسد کا واسطہ ہے) ذوی الارحام میں شمار ہوتی ہے۔ مثلاً نانا کی ماں ' ایسی عورت چونکہ غیر وارث شخص کے واسطہ سے میت سے تعلق رکھتی ہے اس لئے یہ بھی اس شخص کی طرح وارث نہ ہو گی۔

حقیقی بیٹی

حقیقی بیٹی کے حصہ پانے کی تین حالتیں ہیں۔

۱۔ وہ نصف ترکہ کی حقدار ہے جب اکیلی ہو دلیل **وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ**

۲۔ وہ دو تہائی ترکہ کی حقدار ہیں جب ایک سے زیادہ ہوں جو ان میں برابر تقسیم کیا جائے گا۔ دلیل **فَاِنْ كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ**

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے انہوں نے کہا کہ حضرت سعدؓ بن ربیع کی بیوی اپنی دونوں بیٹیوں کو ساتھ لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سعد کی دو بیٹیاں ہیں جو غزوہ احد میں شہید ہو گئے ان (بیٹیوں) کے چچا نے سارا مال خود ہی سمیٹ لیا ہے۔ مال کے بغیر ان کی شادی کیسے ہو گی؟ آپؐ نے فرمایا اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا کوئی حکم نازل نہیں ہوا۔ پھر آئت میراث **يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ** .... نازل ہوئی۔ حضور علیہ السلام نے ان کے چچا کو بلوایا اور کہا کہ سعد کی ان دونوں بیٹیوں کو ترکہ کی دو تہائی دو اور ان کی والدہ (میت کی بیوی) کو آٹھواں حصہ ادا کرو پھر جو باقی بچے وہ تمہارا ہے (ترمذی)

۳۔ بیٹی عصبہ بالغیر ہو گی جب اس کے ساتھ میت کا بیٹا بھی ہو۔ تب مال للذکر مثل حظ الانثیین کے مطابق تقسیم ہو گا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پوتی

پوتی سے مراد بیٹے کی بیٹی ' پوتے کی بیٹی اور پڑپوتے کی بیٹی (نیچے تک) ہے اس کے حصے لینے کی کل چھ صورتیں ہیں تین میں صاحبہ فرض ہے ایک میں عصبہ بالغیر ہے جبکہ دو صورتوں میں محروم ہو جاتی ہے۔ تفصیل درج ذیل ہے۔

۱۔ پوتی نصف ترکہ لیتی ہے جبکہ صرف ایک ہو۔

۲۔ وہ دو تہائی کی حق دار ہیں جب ایک سے زیادہ ہوں بشرطیکہ (دونوں صورتوں میں) ان سے اوپر درجہ کی (اقرب) اولاد نہ ہو۔

۳۔ ان کو چھٹا حصہ ملے گا تاکہ (بیٹیوں کا) دو تہائی مکمل ہو جائے یہ تب ہے جب اس کے ساتھ اس کے اوپر درجہ کی (اقرب) ایک ہو۔

دلیل : حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیٹی ' پوتی اور بہن (تینوں) کے حصوں کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا بیٹی کو نصف اور پوتی کو (دو تہائی مکمل کرنے کی خاطر) چھٹا حصہ جبکہ باقی مال عصبہ مع الغیر کی حیثیت سے بہن کو دیا جائے (متفق علیہ)

۴۔ پوتی میت کے پوتے وغیرہ کے ساتھ آئے تو وہ عصبہ بالغیر ہو گی واضح رہے پوتا ' پوتی کے برابر درجہ کا ہو یا نیچے درجہ کا ہو یا اس کا چچا زاد ہو۔ تب مال للذکر مثل حظ الانثیین کے حساب سے تقسیم ہو گا۔

۵۔ پوتیاں محروم ہوں گی جبکہ اوپر درجہ کی دو یا زیادہ بیٹیاں ہوں کیونکہ دو تہائی ترکہ مکمل ہو چکا ہے۔ ہاں اگر ان کے ساتھ میت کا پوتا وغیرہ بھی ہو تو بیٹیوں سے بچا ہوا مال عصبہ بالغیر کی حیثیت سے پوتوں اور پوتیوں میں للذکر مثل حظ الانثیین کے حساب سے تقسیم ہو گا۔

۶۔ میت کی قریبی مذکر اولاد ہو تو نیچے درجہ کی تمام اولاد محروم ہو گی۔ اھل الحدیث کا اس پر اتفاق ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسئلہ تشبیب

ایک شخص (مختلف درجات کے) تین بیٹوں سے ایسی نو پوتیاں چھوڑ کر مرا کہ بعض بعض سے نیچے درجہ کی ہیں۔ پس صورت مسئلہ یہ ہے

الفريق الأول		الفريق الثاني		الفريق الثالث	
ابن ابن بنت ابن بنت ابن بنت	العليا الوسطى السفلى	ابن ابن ابن بنت ابن بنت ابن بنت	العليا الوسطى السفلى	ابن ابن ابن ابن بنت ابن بنت ابن بنت	العليا الوسطى السفلى

تشریح: فریق اول کی علیا کو نصف ترکہ ملے گا کیونکہ وہ حقیقی بیٹی کے قائم مقام ہے اور فریق اول کی وسطی اور فریق ثانی کی علیا (دونوں) کو (دو تہائی کی تکمیل کی خاطر) چھٹا حصہ ملے گا۔ باقی نیچے درجہ والی تمام بنات محروم ہوں گی کیونکہ بنات کا دو تہائی مکمل ہو گیا ہے۔ ہاں اگر محروم بنات میں سے کسی کا (درجہ میں) مساوی مرد زندہ ہو تو وہ اپنے برابر والیوں کو اور اپنے سے اوپر درجہ کی بنات (جس نے ذی فرض ہو کر حصہ نہیں لیا) کو عصبہ بنا دے گا اور ان میں باقی ترکہ للذکر مثل حظ الانثیین کے مطابق تقسیم ہو گا۔ اس لڑکے سے نیچے جو بھی مذکر و مونث ہوں گے وہ محروم قرار پائیں گے۔

نوٹ: (۱) اگر فریق اول کی علیاء کے ساتھ اس کا مساوی لڑکا بھی زندہ ہو تو باقی ترکہ دونوں میں ہی للذکر مثل حظ الانثیین کے مطابق تقسیم ہو جائے گا۔

(۲) اگر فریق اول کی وسطی کے ساتھ والا لڑکا زندہ ہو تو فریق اول کی علیا کو نصف مال ملے گا اور باقی مال (نیچے درجہ کے) دونوں میں تقسیم ہو گا۔

(۳) تشبیب کا لفظ **شَبَّبَ قَصِيدَتَهُ** سے ماخوذ ہے۔ یہ جملہ تب بولا جاتا ہے جب کوئی شاعر اپنے قصیدے کو عورتوں کے تذکرہ سے مزین کرے۔ اس مسئلہ کو تشبیب سے موسوم

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس لئے کیا گیا کہ اس میں عورتوں کا ذکر ہے۔ یا **شَبَّبَتِ النَّارُ** سے ماخوذ ہے جس کا لغوی معنی روشن ہونا ہے چونکہ اس صورت سے پوتیوں کا مسئلہ خوب واضح ہوتا ہے اور دماغ روشن ہو جاتا ہے اس لئے اسے تشبیب کہتے ہیں۔

سگی بہن

سگی بہن دو حالتوں میں صاحبہ فرض ہوتی ہے۔ ایک میں عصبہ بالغیر۔ ایک میں عصبہ مع الغیر اور دو صورتوں میں محروم ہوتی ہے۔ پس کل چھ حالتیں ہیں۔ تفصیل درج ذیل ہے۔

۱۔ بہن کا صاحبہ فرض کی حیثیت سے نصف ترکہ ہے جبکہ وہ ایک ہو۔

۲۔ اس کا صاحبہ فرض کی حیثیت سے دو تہائی ہے جبکہ وہ دو یا زیادہ ہوں۔

۳۔ وہ ایک ہو یا زیادہ عصبہ بالغیر کی حیثیت سے للذکر مثل حظ الانثیین کے مطابق وارث ہوگی جبکہ اس کے ساتھ اس کا سگا بھائی ایک یا زیادہ ہوں۔

دلیل : **يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيكُمْ فِى الْكَلَالَةِ اِنِ امْرُؤٌ هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ وَهُوَ يَرِثُهَا اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ وَاِنْ كَانُوْا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَاءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ** (نساء)

اگر بہنیں دو سے زیادہ ہوں تو تب بھی ان کا حصہ دو تہائی ہی ہے جس کی دلیل وہ روائت ہے جو حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں سخت بیمار ہو گیا اور میری سات بہنیں تھیں۔ میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، مجھے دم کیا تو میں ہوش میں آگیا۔ میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں اپنی بہنوں کے لئے ثلث مال کی وصیت کر دوں؟ تو آپؐ نے فرمایا احسان کر۔ میں نے کہا نصف مال کی وصیت کر دوں؟ تو آپؐ نے فرمایا احسان کر۔ آپؐ مجھے چھوڑ کر باہر نکل گئے اور دوبارہ آئے تو فرمایا اے جابر! میں نہیں سمجھتا کہ تمہیں اس تکلیف میں موت آئے اور ہاں اللہ تعالیٰ نے تیری بہنوں کا حصہ دو تہائی مقرر کرکے حکم نازل کر دیا ہے بعد ازیں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ آئت **يَسْتَفْتُوْنَكَ** میرے بارے میں نازل ہوئی تھی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۔ عصبہ مع الغیر کی حیثیت سے وہ باقی مال کی حقدار ہو گی جبکہ میت کی ایک یا زیادہ بیٹیاں پوتیاں ہوں۔

دلیل : حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا وہ فیصلہ ہے جو بحوالہ صحیح بخاری بیان ہو چکا ہے۔

۵۔ میت کا بیٹا ' پوتا وغیرہ موجود ہو تو ہر قسم کے بہن بھائی محروم ہو جاتے ہیں۔ دلیل **اِنِ امْرُؤٌ هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ**"

۶۔ باپ کی موجودگی میں بالاتفاق اور اگر دادا وارث ہو تو صحیح رائے کے مطابق ہر قسم کے بہن بھائی محروم ہو جاتے ہیں۔ دلیل و تفصیل ہم آئندہ صفحات پر ذکر کریں گے۔ نیز آئت کلالتہ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا مذکورہ واقعہ اس مسئلہ کی وضاحت کرتا ہے۔ واضح رہے کہ کلالہ ہر وہ شخص ہے جس کی نہ اولاد ہو اور نہ والد موجود ہو۔

مسئلہ مشترکہ

یہ ایک خاص صورت مسئلہ ہے جب کہ میت کے دو یا زیادہ اخیافی بہن بھائیوں کے ساتھ حقیقی بھائی یا بہنیں ہوں اس صورت مسئلہ کے نام مشترکہ حماریہ ' حجریہ یا عمریہ بھی ہیں۔

ارکان مسئلہ: خاوند اور ماں یا دادی اور دو یا زیادہ اخیافی بھائی بہنیں اور حقیقی بھائی۔

حل : اصل مسئلہ چھ ہو گا۔ جس میں سے خاوند کو نصف یعنی تین اور ماں یا دادی کو چھٹا یعنی ایک اور اخیافیوں کو تہائی یعنی دو حصے ملیں گے۔

اختلافِ تقسیم

یہاں تقسیم مسئلہ میں اہل علم کے درمیان اختلاف ہے۔ ایک فریق کی رائے یہ ہے کہ حقیقی بھائیوں کو ترکہ میں سے کچھ نہ ملے گا۔ کیونکہ وہ عصبہ ہیں اور عصبہ اصحاب الفرائض سے بچا ہوا مال لیتا ہے جب باقی کچھ بھی نہیں بچا تو سگے بھائی اور بہنیں محروم ہوں گے۔ امیرالمؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ابتدائی فیصلہ یہی تھا نیز صحابہ کرام کی ایک جماعت نے یہی رائے اختیار کی۔ ان میں حضرت علی ' ابن عباس ' ابن مسعود '

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوموسیٰ اشعری وغیرھم رضی اللہ عنھم شامل ہیں علاوہ ازیں ابوحنیفہ ' احمد بن حنبل رحمھما اللہ تعالیٰ کا بھی یہی مسلک ہے۔

فریق ثانی کی رائے یہ ہے کہ اخیافی اکیلے تہائی کے وارث نہ ہوں گے بلکہ ان کے اس حصہ میں حقیقی بھائی بھی برابر کے شریک ہوں گے۔ کیونکہ ماں سے قرابت میں سبھی برابر ہیں بلکہ حقیقی بھائیوں کو باپ کی جانب سے جو قرابت ہے اس سے مزید تقویت ملتی ہے۔ اگر باپ کی قرابت مفید نہیں تو وہ نقصان دہ بھی نہیں ہونی چاہیے۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آخری رائے یہی تھی نیز حضرت عثمانؓ اور زید بن ثابتؓ کا یہی مسلک ہے اور مالکؒ و شافعیؒ کا بھی یہی مذہب ہے۔

میں کہتا ہوں پہلی رائے مستحسن اور مقتضی قیاس ہے نیز احکامِ میراث میں واردہ نصوص شرعیہ کا ظاہری مفہوم بھی اس پر دلالت کرتا ہے۔ مثلاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے **اَلْحِقُوا الْفَرَائِضَ بِاَهْلِهَا فَمَابَقِیَ فَلِاَوْلٰی رَجُلٍ ذَکَرٍ** یعنی حق والوں کو ان کے حقوق ادا کرو پھر جو باقی بچ جائے وہ قریبی مرد کو دو (بخاریؒ و مسلمؒ) اور مقتضی قیاس یہ ہے کہ اخیافیوں کی میراث کا حکم آئت کلالہ اولیٰ میں ہے اور عینی و علاتی بھائی بہنوں کا حکم آئت کلالہ ثانیہ (سورت نساء کی آخری آئت) میں الگ بیان کیا گیا ہے اور ہر صنف کے احکام وہ نہیں جو دوسری صنف سے مخصوص ہیں۔ ان دلائل کی روشنی میں یہ واضح ہو جاتا ہے کہ دونوں صنفوں میں سے ہر ایک صنف احکامِ میراث میں دوسری سے الگ اور جدا ہے۔ پس دوسری رائے کو تسلیم کرنے سے اجناس مختلفہ کا ایک جنس ہونا لازم آئے گا جو صحیح اور درست نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

علاتی بہن

علاتی بہن حقیقی بہن کے قائم مقام ہوتی ہے۔ وہ تین صورتوں میں صاحبہ فرض ہے ایک صورت میں عصبہ بالغیر اور ایک صورت میں عصبہ مع الغیر جبکہ چار صورتوں میں محروم ہو جاتی ہے۔ پس یہ نو صورتیں ہوئیں۔ تفصیل یہ ہے۔

۱۔ وہ صاحبہ فرض کی حیثیت سے نصف ترکہ لیتی ہے جب کہ ایک ہو اور اس کے ساتھ حقیقی بھائی بہن نہ ہو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔ وہ صاحبہ فرض کی حیثیت سے دو تہائی ترکہ کی حق دار ہیں جب کہ دو یا زیادہ ہوں اور حقیقی بھائی بہن نہ ہو۔

۳۔ وہ (ایک ہو یا زیادہ) چھٹے حصہ کی حقدار ہے تاکہ دو ثلث مکمل ہو جائے جب کہ صرف ایک حقیقی بہن ہو۔

۴۔ علاتی بہن اپنے علاتی بھائی کے ساتھ مل کر عصبہ بالغیر ہو گی۔

۵۔ علاتی بہن میت کی بیٹی پوتی کے ساتھ مل کر عصبہ مع الغیر ہو گی۔ البتہ اگر اس کے ساتھ علاتی بھائی بھی ہو تو پھر عصبہ بالغیر ہو کر للذکر مثل حظ الانثیین کے مطابق ترکہ لے گی۔

۶۔ بیٹا، پوتا موجود ہو تو علاتی بھائی بہن محروم ہوں گے۔

۷۔ باپ کی موجودگی میں بالاتفاق اور دادا کی موجودگی میں صحیح رائے کے مطابق علاتی بھائی بہن محروم ہوں گے۔

۸۔ اگر حقیقی بھائی وارث ہو یا جب حقیقی بہن عصبہ مع الغیر بن کر حصہ لے تو علاتی بھائی بہن محروم ہوں گے کیونکہ اس صورت میں حقیقی بہن باقی ماندہ سارا مال سمیٹ لیتی ہے۔

۹۔ علاتی بہن تب بھی محروم ہو جاتی ہے جب دو یا زیادہ سگی بہنیں ہوں (کیونکہ دو تہائی مکمل ہو چکا ہے) الا یہ کہ ان کے ساتھ علاتی بھائی بھی موجود ہو تو وہ علاتی بہن کو عصبہ بالغیر بنا دے گا۔

نوٹ: ان تمام صورتوں پر وہی دلائل ہیں جو حقیقی بہن کی بحث میں گذر چکے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آيات المواريث (من سورة النساء)

١- ﴿يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ فَإِن كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ وَإِن كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ وَلِأَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِن كَانَ لَهُ وَلَدٌ فَإِن لَّمْ يَكُن لَّهُ وَلَدٌ وَوَرِثَهُ أَبَوَاهُ فَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ فَإِن كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ فَلِأُمِّهِ السُّدُسُ مِن بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِي بِهَا أَوْ دَيْنٍ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ لَا تَدْرُونَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا فَرِيضَةً مِّنَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا (١١) وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِن لَّمْ يَكُن لَّهُنَّ وَلَدٌ فَإِن كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِن بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِينَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِن لَّمْ يَكُن لَّكُمْ وَلَدٌ فَإِن كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُم مِّن بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوصُونَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ وَإِن كَانَ رَجُلٌ يُورَثُ كَلَالَةً أَوِ امْرَأَةٌ وَلَهُ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ فَإِن كَانُوا أَكْثَرَ مِن ذَٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَاءُ فِي الثُّلُثِ مِن بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصَىٰ بِهَا أَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَارٍّ وَصِيَّةً مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَلِيمٌ (١٢) تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ (١٣) وَمَن يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَتَعَدَّ حُدُودَهُ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيهَا وَلَهُ عَذَابٌ مُّهِينٌ (١٤)

٢- يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ إِنِ امْرُؤٌ هَلَكَ لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ وَلَهُ أُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ وَهُوَ يَرِثُهَا إِن لَّمْ يَكُن لَّهَا وَلَدٌ فَإِن كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثَانِ مِمَّا تَرَكَ وَإِن كَانُوا إِخْوَةً رِّجَالًا وَنِسَاءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ أَن تَضِلُّوا وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ. (١٧٦)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوالات

① فرض کا لغوی اور اصطلاحی معنی کیا ہے؟ ② فروض کی کل تعداد کیا ہے؟ ③ کتاب اللہ میں مذکور فروض کون سے ہیں؟ ④ اجتہادی فرض کون سا ہے؟ ⑤ اصحاب الفرائض مرد کتنے اور کون کون ہیں؟ ⑥ عورتیں کتنی ہیں؟ ⑦ کون کون ہیں؟ ⑧ چوتھا حصہ لینے والے کتنے وارث ہیں؟ ⑨ آٹھواں حصہ لینے والے کتنے ہیں؟ ⑩ خاوند کے ترکہ لینے کی کتنی حالتیں ہیں؟ ⑪ خاوند نصف ترکہ کب لیتا ہے؟ ⑫ دلیل کیا ہے؟ ⑬ خاوند ربع کب لیتا ہے؟ ⑭ دلیل کیا ہے؟ ⑮ بیوی کی کتنی حالتیں ہیں؟ ⑯ بیوی ربع کب لیتی ہے؟ ⑰ دلیل کیا ہے؟ ⑱ ثمن کب لیتی ہے؟ ⑲ باپ صاحب فرض ہو تو مقرر حصہ کیا ہے؟ ⑳ باپ صاحب فرض اور عصبہ کب ہوتا ہے؟ ㉑ باپ عصبہ بن کر سارا مال کب لیتا ہے؟ ㉒ ماں کے حصہ لینے کی کل کتنی صورتیں ہیں؟ ㉓ دو بھائی بہن ہوں تو ماں کا حصہ کیا ہے؟ ㉔ عمریتان صورتیں کیا ہیں؟ ㉕ ان میں ارکان کون کون ہیں؟ ㉖ میت کے باپ کے ساتھ خاوند یا بیوی ہو تو ماں کا حصہ کیا ہو گا؟ ㉗ ماں سدس کب لیتی ہے؟ ㉘ اخیافی بھائی سدس کب اور ثلث کب لیتا ہے؟ ㉙ اخیافی بھائی بہنوں کے خصوصی احکام کیا ہیں؟ ㉚ اخیافیوں کو محروم کون کون کرتا ہے؟ ㉛ جد صحیح کون ہے؟ ㉜ جد فاسد کون ہے؟ ㉝ داد کا حصہ کیا ہے؟ ㉞ داد کے وارث ہونے کی دلیل کیا ہے؟ ㉟ دادی کے ترکہ لینے کی صورتیں کتنی ہیں؟ ㊱ دادی اور نانی کو کون کون محروم کرتا ہے؟ ㊲ ایک وقت میں کتنی جدہ وارث ہو سکتی ہیں؟ ㊳ بیٹیوں کی کتنی حالتیں ہیں؟ ㊴ بیٹی نصف کب لیتی ہے؟ ㊵ کیا بیٹی محروم ہو جاتی ہے؟ ㊶ کیا دو بیٹیوں کی موجودگی میں پوتیاں وارث ہوں گی؟ ㊷ پوتی سدس کب لیتی ہے؟ ㊸ مسئلہ تشبیب کی وجہ تسمیہ کیا ہے؟ ㊹ سگی بہنوں کی صورتیں کتنی ہیں؟ ㊺ حقیقی بیٹی کی موجودگی میں بھائی بہنوں کو کیا حصہ ملتا ہے؟ ㊻ علاتی بہن عصبہ مع الغیر ہو تو کیا حصہ لیتی ہے؟ ㊼ مسئلہ مشرکہ کیا ہے؟ ㊽ اس مسئلہ کے ارکان کتنے ہیں؟ ㊾ علاتی بہن کب محروم ہوتی ہے؟ ㊿ سگی بہن علاتیوں کو محروم کب کرتی ہے؟

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عصبات کی بحث

لغوی اور اصطلاحی معنی: عصبہ عاصب کی جمع ہے۔ عصبہ کا اطلاق واحد، تثنیہ، جمع، مذکر اور مونث سب پر یکساں ہوتا ہے۔ کہا جاتا ہے "**زید عصبة**" یہ عصب سے ماخوذ ہے جس کا لغوی معنی باندھنا، تقویت پہنچانا اور گھیرنا کے ہیں۔ عصب القوم بفلان یعنی قوم نے لڑائی اور حمائت کی خاطر فلاں کا احاطہ کر لیا اور جمع ہو گئے۔ پگڑیوں کو عصائب اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ سر کا احاطہ کرتی ہیں۔ عصابہ پٹی کو کہتے ہیں کیونکہ وہ خون کو روکنے اور تکلیف کو دفع کرنے کے لئے باندھی جاتی ہے۔ عصبہ ایک ایسی جماعت کو کہتے ہیں جو طاقتور ہو اور افراد کو ایک مشترک مقصد سے باندھتی ہو۔ سورۃ یوسف میں ارشاد ہے **قَالُوا لَئِنْ اَكَلَهُ الذِّئْبُ وَنَحْنُ عُصْبَةٌ اِنَّا اِذًا لَّخَاسِرُوْنَ**۔

کسی شخص کے عصبات اس کا بیٹا، پوتا اور باپ، داد کے علاوہ باپ کی جانب سے دیگر قرابت دار ہیں جن کی تفصیل ذیل میں آ رہی ہے۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ یہ تمام مقصد کے تحت مل جل کر اسے مضبوط و محفوظ رکھتے ہیں۔ واضح رہے عصبہ کی اصطلاحی تعریف شروع کتاب میں گذر چکی ہے۔

اقسام عصبہ: عصبات کی ابتدائی اور بڑی قسمیں دو ہیں۔ عصبہ نسبی اور عصبہ سببی۔ عصبہ نسبی کی درج ذیل تین قسمیں ہیں۔

۱۔ **عصبہ بالنفس:** یعنی میت کا وہ مرد رشتہ دار کہ اس کے اور میت کے درمیان عورت کا واسطہ نہ ہو۔ عصبہ بالنفس کی چار قسمیں ہیں جو یہ ہیں۔ **بُنُوَّة** یعنی بیٹا، پوتا نیچے تک۔ **اُبُوَّة** یعنی باپ دادا وغیرہ اوپر تک۔ **اُخُوَّة** یعنی عینی اور علاتی بھائی اور ان کے بیٹے نیچے تک۔ **عمومتہ** یعنی میت کا چچا، میت کے باپ کا چچا اوپر تک وہ عینی ہوں یا علاتی ہوں پھر ان کے بیٹے، پوتے وغیرہ نیچے تک۔

۲۔ **عصبہ بالغیر:** عصبہ بالغیر ہر وہ ذی فرض عورت ہے جو اپنے عصبہ بھائی کے ساتھ مل کر عصبہ بن جاتی ہے اور یہ چار عورتیں ہیں بیٹی پوتی نیچے تک۔ حقیقی بہن اور علاتی بہن۔ جب یہ اپنے بھائیوں کے ساتھ مل کر عصبہ ہوں گی تب بچا ہوا مال ان میں للذکر مثل حظ الانثیین کے مطابق تقسیم ہو گا۔ واضح رہے کہ پہلی دو یعنی بیٹی اور

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پوتی کے عصبہ پر دلیل آیت يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے تمہاری اولاد کے بارے میں کہ مرد کے لئے عورت سے دوگنا حصہ ہے۔ (۱) اور بعد کی دو یعنی عینی اور علاتی بہن پر دلیل یہ آیت ہے۔ وَإِن كَانُوا إِخْوَةً رِّجَالًا وَنِسَاءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ ہے۔

۳۔ **عصبہ مع الغیر**: وہ ذی فرض عورت ہے جو دوسری ذی فرض عورت کے ساتھ مل کر عصبہ بن جاتی ہے۔ وہ حقیقی بہن اور علاتی بہن دونوں ہیں اور یہ اس وقت عصبہ مع الغیر بنتی ہیں جب وہ بیٹی اور پوتی وغیرھا سے بچا ہوا مال لیں۔ اس کی دلیل حضرت ابن مسعودؓ کا وہ فیصلہ ہے جو گذشتہ صفحات پر گذر چکا ہے۔

عصبتہ سببی: جب میت کا کوئی عصبہ نسبی نہ ہو یا ہو لیکن اسے کوئی مانع لاحق ہو تو بچا ہوا مال آزاد کرنے والے کو بطور ولاء ملے گا۔ آزاد کرنے والا مرد ہو یا عورت ہو۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے إِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ یعنی ولاء اسے ملے گی جو آزاد کرے گا۔ اگر معتق نہ ہو تو معتق کے عصبہ بالنفس کو (بالترتیب) ولاء ملے گی کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اَلْوَلَاءُ لُحْمَةٌ كَلُحْمَةِ النَّسَبِ یعنی ولاء کی تقسیم بھی نسبی تعلق کی طرح ہے (ابن حبان)

احکام عصبہ

۱۔ عصبات کے درمیان تقسیم میراث میں میت کا قریب بعید پر مقدم ہو گا۔ مثلاً بیٹا پوتے سے اقرب ہے۔

۲۔ پھر قوی القرابت کو ضعیف القرابت پر ترجیح ہو گی یعنی دو طرف سے تعلق رکھنے والا ایک طرف سے تعلق رکھنے والے سے زیادہ حق دار ہے وہ مرد ہو یا عورت مثلاً حقیقی کو علاتی پر ترجیح ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے إِنَّ أَعْيَانَ بَنِي الْأُمِّ

---

(۱) یہ نہیں کہا کہ دو عورتوں کا حصہ ایک مرد کے برابر ہے یا عورت کا حصہ مرد کے حصہ سے آدھا ہے۔ اس میں شائد حکمت یہ ہے (جیسا کہ امام رازی نے کہا ہے) کہ مرد عورت سے افضل ہے اس لئے اس کا ذکر پہلے کیا گیا جیسا کہ مرد کی فضیلت ہی کے پیش نظر اس کا حصہ دوگنا مقرر کیا گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَتَوَارَثُوْنَ دُوْنَ بَنِي الْعَلَّاتِ یعنی عینی ہوں تو وہ وارث ہوں گے نہ کہ علاتی۔

۳۔ جب عصبہ اصحاب الفرائض کے ساتھ مل کر آئے تو عصبہ کو (اصحاب الفرائض سے) بچا ہوا ترکہ ملے گا۔ دلیل اَلْحِقُوا الْفَرَائِضَ بِاَهْلِهَا فَمَا بَقِيَ فَلِاَوْلٰى رَجُلٍ ذَكَرٍ یعنی پہلے اصحاب الفرائض کو ان کے مقررہ حصے دو پھر جو بچ جائے اس کا حقدار میت کا قریب ترین مرد ہے۔

۴۔ عصبہ اکیلا ہو تو تمام ترکہ سمیٹ لے گا۔ دلیل وَهُوَ يَرِثُهَا اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ وہ (بھائی) سارے ترکہ کا حقدار ہے اگر بہن کی اولاد نہ ہو۔

۵۔ اگر عصبات مرد اور عورتیں ہوں تو مال للذکر مثل حظ الانثیین کے مطابق تقسیم ہو گا ورنہ برابر برابر ملے گا دلیل يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْ اَوْلَادِكُمْ...... (۱)

۶۔ جب اصحاب الفرائض پر تقسیم سے ترکہ ختم ہو جائے تو عصبات کو کچھ نہ ملے گا۔ پہلے تیسرے اور چھٹے نمبر کی دلیل یہ ہے اَلْحِقُوا الْفَرَائِضَ بِاَهْلِهَا فَمَا بَقِيَ فَلِاَوْلٰى رَجُلٍ ذَكَرٍ (۲)

(۱) اس میں شائد حکمت یہ ہے کہ زندگی کے میدان میں بیٹے کی ذمہ داریاں میت کی بیٹی سے زیادہ ہوتی ہیں۔ بیٹا اپنی ذات ' اپنی بیویوں کے حق مہر کی ادائیگی ' ان کے نان و نفقہ کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ پھر اپنی اولاد اور بہنوں کی ذمہ داری کا بوجھ بھی اسی پر ہی ہوتا ہے نیز اپنے ناتواں والدین کی مسئولیت کا بھی متحمل ہے لیکن میت کی بیٹی پر ایسی کوئی ذمہ داری نہیں ہوتی اور نہ ہی وہ ان امور کی مکلف ہوتی ہے پھر مرد پر جہاد کی تیاری ' انفاق فی سبیل اللہ کے علاوہ عورتوں کی حفاظت و دفاع بھی لازم ہے مزید برآں مرد عورت سے عقل اور دینی مناصب اور صلاحیت قضا و امامت کی بناء پر زیادہ استحقاق رکھتا ہے جبکہ عورت قلیل العقل کثیر الشہوۃ ہے۔ اسے زیادہ مال کا ملنا باعث فتنہ و فساد ہے۔ درحقیقت وہ تو ان اجتماعی ذمہ داریوں اور واجبات سے آزاد ہوتی ہے بلکہ وہ تو معاشی زندگی میں اپنوں کی سرپرستی کے تحت عزت و وقار اور احترام و اعتماد سے زندگی گذارتی ہے۔ ہم ایک مثال سے اس حقیقت کو نمایاں کرتے ہیں۔

ایک واضح مثال: میت نے اپنے بیٹے طاہر اور بیٹی طاہرہ کے لئے پندرہ ہزار روپے چھوڑے اس میں سے طاہر کو دس ہزار اور طاہرہ کو پانچ ہزار روپے ملے۔ طاہر نے شادی کے موقعہ پر اپنی بیوی کو

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷۔ اگر کوئی دو جہتوں سے عصبہ ہو تو اسے قوی جہت کی جانب سے ترکہ ملے گا مثلاً ایک شخص میت کا بیٹا ہو اور وہی معتق بھی ہو یا ایک شخص میت کا بیٹا ہو اور وہی میت کے چچا کے بیٹے کا بیٹا بھی ہو علاوہ ازیں یہی شخص میت کے معتق کا بیٹا بھی ہو تو

دس ہزار روپے بطور حق مہر دے دیئے اور وہ خالی ہاتھ ہو گیا جبکہ اس کی بہن طاہرہ کو شادی کے موقعہ پر اس کے خاوند کی طرف سے بطور حق مہر دس ہزار روپے مل گئے تو اس کے پرس میں پندرہ ہزار جمع ہو گئے۔ خلاصہ یہ کہ عورت فائدہ میں رہی۔

(۲) اس امر میں شک و شبہ نہیں کہ میت سے نسب و قرابت میں باپ اور بیٹے کا ایک ہی درجہ ہے لہٰذا قیاس کا تقاضا یہ تھا کہ بیٹا اپنے باپ سے بحیثیت عصبہ مقدم نہ ہو۔ امام زیلعیؒ نے اس کا نقلی اور عقلی دلائل سے تسلی و تشفی بخش جو جواب دیا ہے ہم اس کا ترجمہ یہاں نقل کر رہے ہیں ملاحظہ فرمایئے۔ "عصبہ نسبی بالنفس میں جزء المیت یعنی بیٹا ' پوتا وغیرہ کی موجودگی میں دوسرے عصبات یعنی (باپ ' بھائی ' چچا وغیرہ) محروم ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بیٹے ' پوتے کی موجودگی میں باپ کو صاحب فرض قرار دے کر حصہ مقرر کر دیا ہے جبکہ بیٹے پوتے کے لئے حصہ مقرر نہیں کیا بلکہ باقی مال کا حق دار اسے ہی قرار دیا ہے اور یہ (بحیثیت عصبہ) باپ سے مقدم ہونے کی بین دلیل ہے۔

ایک عقلی دلیل: انسان فطرتاً بیٹے کو باپ پر ترجیح دیتا ہے اور بیٹے کا زیادہ خیال رکھتا ہے اس پر خوشی سے مال خرچ کرتا ہے اور اولاد کی ہی خاطر مال جمع کرتا ہے۔ اور مختلف مراحل میں اسی کی خاطر کمزوری دیکھاتا ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **الولد مبخلة مجبنة** یعنی اولاد والدین کو بخل اور بزدلی کی طرف لے جاتی ہے پس مطلب یہ ہے کہ انسان اولاد کی خاطر راہ خدا میں مال خرچ کرنے میں بخل سے کام لیتا ہے اور اولاد ہی کی خاطر

اپنی ذات اور اپنے مال کی بقا کی تمنا رکھتا ہے اس امر کا تقاضا یہ تھا کہ انسان اپنی کمائی میں مقام اختیار سے تجاوز نہ کرے اس خدشہ کے پیش نظر اصحاب الفرائض کے حصے مقرر کر دیئے گئے اور باقی مال کا تصرف بھی دلیل سے واضح کر دیا۔ اگر کوئی کہے کہ بیٹے کی طرح بیٹی ' پوتی کو بھی باپ اور دیگر عصبات بالنفس پر مقدم کرنا چاہیے تھا تو اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بیٹی پوتی وغیرھما کا حصہ مقرر فرما کر میت کا اختیار ختم کر دیا ہے اور باقی مال کا حقدار قریبی مرد کو ہی ٹھہرایا ہے (دیکھئے شرح الکنز ۲۳۸/۶)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمونہ

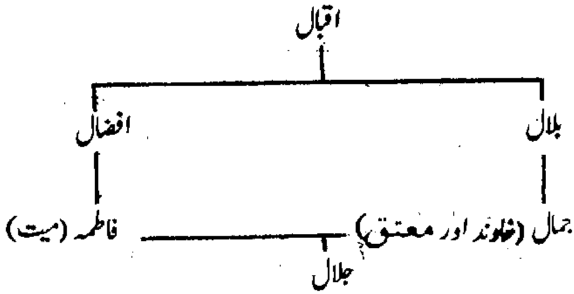

۸۔ اگر کسی وارث کا میت سے ایسی دو جہتوں سے تعلق ہو کہ ایک جہت فرض کی اور دوسری جہت عصبہ کی ہو تو وہ دونوں جہتوں سے حصہ لے گا مثلاً کوئی شخص میت کا خاوند ہو اور اسے آزاد کرنے والا بھی ہو یا خاوند ہو اور چچا کا بیٹا بھی ہو (جیسا کہ جمال کو نمونہ میں دیکھ رہے ہو۔)

۹۔ جب کسی وارث میں دونوں جہتیں فرض کی ہوں تو وہ دونوں جہتوں سے حصہ لے گا مثلاً دو تعلق والی جدہ دو حصے لے گی جیسا کہ گذر چکا ہے۔

۱۰۔ تقسیم میراث میں عصبہ سببی یعنی مولی العتاقہ رد اور ذوی الارحام سے بوجہ نص صریح (اَلْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ) مقدم ہے۔

۱۱۔ ولاء سے عورتوں کو کچھ نہیں ملتا الا یہ کہ وہ خود آزاد کریں یا آزادی میں شریک ہوں

= بندہ مولف و مترجم اس پر یہ اضافہ کرتا ہے کہ اولاد (بیٹا ' پوتا وغیرہ) کو مال کی ضرورت میت کے باپ سے بڑھ کر ہوتی ہے کیونکہ عموماً اولاد نے زندگی کا زیادہ حصہ گذارنا ہے جبکہ باپ کی زندگی کا زیادہ حصہ گذر چکا ہے۔ (ب) فطرت کا تقاضا ہے کہ مال کی ضرورت زیادہ تر نیچے والے کو ہے نہ کہ اوپر والے کو کیونکہ سلسلہ نسل نیچے کی جانب جاری ہوتا ہے نہ کہ اوپر کی جانب (ج) انسان کا قلبی لگاؤ اور تعلق اصول کی بجائے فروع سے زیادہ گہرا ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص یہ سوال کرے کہ بھائی باپ کی فرع ہے اور دادا اس کا اصل ہے تو بھائی بھی دادا پر بحیثیت عصبہ مقدم ہونا چاہیے تو اس کا جواب یہ ہے کہ شرع اور اجماع اس کو قبول کرنے سے مانع ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حجب کی بحث

لغوی اور اصطلاحی معنیٰ: حجب کا لغوی معنیٰ منع کرنا اور روکنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے **كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ** حجاب (پردہ) اور حاجب (دربان) اسی سے ماخوذ ہے۔ علم میراث کی اصطلاح میں حجب سے مراد یہ ہے کہ کوئی وارث کسی دوسرے وارث کی وجہ سے بالکل محروم ہو جائے یا کم حصہ لے۔ اسے "حجب اشخاص" کہا جاتا ہے۔

اہمیت: علم میراث میں حجب کا باب بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ حتیٰ کہ بعض ماہرینِ علمِ میراث کا کہنا ہے کہ جو شخص حجب کے بارے میں علم نہیں رکھتا اس پر حرام ہے کہ وہ مسائل میراث میں کوئی فتویٰ دے کیونکہ اس سے خطاء و غلطی کا زیادہ امکان ہے۔

اقسام: حجب اشخاص کی دو قسمیں ہیں۔ حجب نقصان اور حجب حرمان۔

حجب نقصان: کوئی وارث دوسرے وارث کی وجہ سے زیادہ کی بجائے کم حصہ لے مثلاً خاوند میت کی اولاد کی موجودگی میں نصف ترکہ کی بجائے چوتھا حصہ لیتا ہے۔ واضح رہے حجب نقصان پانچ افراد پر آتا ہے یعنی خاوند ' بیوی ' ماں ' پوتی اور علاتی بہن (تفصیل گذر چکی ہے)

حجب حرمان: کوئی وارث دوسرے وارث کی وجہ سے ترکہ سے بالکل محروم ہو جائے مثلاً دادا باپ کی موجودگی میں بالکل محروم ہو جاتا ہے۔ اس کا اطلاق چھ افراد (یعنی خاوند ' بیوی ' ماں ' باپ ' بیٹا اور بیٹی) کے علاوہ تمام پر ہوتا ہے۔

حجب حرمان کی بنیاد دو قاعدوں پر ہے۔ اول یہ کہ جو بھی میت سے رشتہ کسی دوسرے وارث کے واسطہ سے رکھتا ہو تو وہ شخص اس واسطہ کی موجودگی میں محجوب ہو گا۔ سوائے اخیافی بھائی بہن کے۔ یہ ماں کی موجودگی میں بھی وارث بن جاتے ہیں کیونکہ ماں تمام ترکہ کو نہیں سمیٹتی۔ دوسرا قاعدہ الاقرب فالاقرب کا ہے یعنی قریب بعید کو محجوب کر دیتا ہے جیسا کہ عصبہ بالنفس کی ترتیب میں ذکر ہو چکا ہے۔

نوٹ: ممنوع شخص (جس کو کوئی مانع لاحق ہو) نہ کسی وارث کو محروم کرتا ہے نہ اس کا حصہ کم کرتا ہے۔ یہ مسلک عام صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اور محدثینؒ کا ہے چنانچہ مروی ہے کہ ایک عورت خاوند ' دو اخیافی بھائی اور ایک کافر بیٹا چھوڑ کر مر گئی تو حضرت علی اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنھما نے خاوند کو نصف اور اخیافیوں کو ثلث اور باقی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مال عصبہ کو دے دیا۔ لیکن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک کافر بیٹا حاجب نقصان ہے لیکن حاجب حرمان نہیں ہے چنانچہ مسئلہ مذکورہ میں ان کے نزدیک خاوند کو ربع مال ملے گا۔

محجوب بالاتفاق دوسرے وارث کے لئے حاجب نقصان بھی بن سکتا ہے۔ اور حاجب حرمان بھی۔ مثلاً دو یا زیادہ بھائی میت کے باپ کی موجودگی میں وارث نہیں لیکن ماں کا حصہ کم کر دیتے ہیں یعنی وہ ثلث کی بجائے سدس کی حقدار ہو گی۔ اس طرح باپ کی موجودگی میں دادی محروم ہے لیکن یہی دادی ' نانی کی ماں کے لئے حاجب حرمان ہے۔

دادا کے ساتھ بھائیوں کو وارث بنانے کی بحث

صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اور ان کے بعد کے اہل علم میں اس مسئلہ میں وسیع اختلاف ہے کہ عینی اور علاتی بھائی میت کے دادا کے ساتھ وارث ہو گا یا نہیں۔ یہ وجہ اختلاف مسئلہ کا اجتہادی ہونا ہے یعنی اس کے متعلق کتاب و سنت میں کوئی نص صریح وارد نہیں ہوئی نیز مسئلہ میں تعارض قیاس ہے کیونکہ کئی ایک احکام شرعیہ میں دادا کی باپ کے ساتھ مشابہت ہے جیسا کہ بعض احکام میں دادا کی بھائی کے ساتھ مماثلت ہے۔ اس بارے میں سلف صالحین کے درج ذیل دو مذہب ہیں۔

مذہب اول: دادا کے ساتھ بھائی بھی وارث ہیں۔ یہ رائے متعدد صحابہ کرام کی ہے جن میں سے حضرت علی ' ابن مسعود اور زید بن ثابت رضی اللہ عنھم مشہور و معروف ہیں۔ البتہ ان بزرگوں سے اس مقام پر تقسیم میراث کے طریقہ کار میں اختلاف بھی منقول ہے۔ واضح رہے امام شافعیؒ اور امام مالکؒ کا بھی یہی مسلک ہے۔

ان حضرات کی دلیل یہ ہے کہ حقیقی یا علاتی بھائی اور دادا استحقاقِ میراث میں مساوی ہیں یعنی میت سے قرابت میں واسطہ اور درجہ یکساں ہے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ دونوں کا میت سے تعلق بواسطہ باپ کے ہے چنانچہ دادا باپ کا باپ ہے اور بھائی ' باپ کا بیٹا ہے جبکہ بہن اس کی بیٹی ہے۔ لہٰذا تقسیم ترکہ میں بھی دونوں فریقوں میں مساوات ملحوظ خاطر ہو گی۔ مذہب ثانی کے حاملین کی طرف سے اس کا جواب یہ دیا گیا ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ اس دلیل کا تقاضا یہ بھی ہے کہ عینی بھائی یا علاتی بھائی کا بیٹا بھی درجہ میں مساوی دادا (یعنی دادا کے باپ) کے ساتھ وارث ہونا چاہیے حالانکہ اسے بالاتفاق کوئی بھی تسلیم نہیں کرتا۔

مذہب ثانی: دادا کے ساتھ بھائی وارث نہیں ہیں۔ یہ رائے جمہور صحابہ کرام کی ہے ان میں سے ابوبکر صدیق' عبداللہ بن عباس' ابن زبیر' ابن عمر' ابوہریرہ' ابو سعید خدری' ابودرداء' ابو موسیٰ اشعری' ابی بن کعب' حذیفہ بن یمان' جابر بن عبداللہ' عمران بن حصین' معاذ بن جبل اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم سرفہرست ہیں۔ علاوہ ازیں عمر بن عبدالعزیز' ابن سیرین' ابو حنیفہ' اسحاق' داؤد مزنی' شریح' ابن سریج اور ابن منذر کا بھی یہی قول ہے۔ احمد بن حنبل اور ان کے اصحاب میں سے شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ اور ان کے شاگرد رشید ابن قیم کے علاوہ مجدد شیخ محمد بن عبدالوہاب رحم اللہ علیہم کا بھی یہی مسلک ہے۔

ہمارے نزدیک درج ذیل ادلتہ کثیرہ صحیحہ کی بنیاد پر مذہب ثانی راجح اور صحیح ہے۔ لیجئے ملاحظہ فرمائیے۔

قرآن مجید کی کئی ایک آیات کریمہ میں دادا (اوپر تک) کے لئے لفظ اب (باپ) استعمال ہوا ہے۔ جیسا کہ گذشتہ صفحات پر گذر چکا ہے۔ ان دلائل کا تقاضا یہ بھی ہے کہ باپ کی طرح دادا کی موجودگی میں بھی ہر قسم کے بھائی محروم ہوں۔

احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ایک حدیث میں ارشاد ہے **اَلْحِقُوا الْفَرَائِضَ بِاَهْلِهَا فَمَا بَقِیَ فَلِاَوْلٰی رَجُلٍ ذَکَرٍ** یعنی پہلے اصحاب الفرائض کو ان کے مقررہ حصے ادا کرو پھر جو بچ جائیں اس کا حق دار میت کا قریب ترین مرد (عصبہ) ہے (متفق علیہ) اس بات میں شک و شبہ نہیں کہ بھائیوں کی نسبت دادا میت سے اقرب ہے۔ چنانچہ عصبات بالنفس کی ترتیب میں جو بنیادی قاعدہ مشہورہ ہے اس سے دادا کو بھائیوں پر تقدیم و ترجیح حاصل ہے۔

عقلی دلائل: (ا) بھائیوں کو محروم کرنے میں پوتا بیٹے کے قائم مقام ہے تو چاہیے کہ بھائیوں کو محروم کرنے میں دادا باپ کے قائم مقام ہو۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے حضرت زیدؓ بن ثابت سے کہا کہ وہ پوتے کو بیٹے کے قائم مقام تو سمجھتے ہیں لیکن دادا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو باپ کے قائم مقام کیوں نہیں قرار دیتے؟

(ب) باپ کی طرح دادا اخیافی بہن بھائیوں کو بالاتفاق محروم کر دیتا ہے۔ اگر دادا بھائی کے قائم مقام ہو تو وہ انہیں محروم نہ کرے گا اور اگر بھائی دادا کے قائم مقام ہو تو دادا کی طرح بھائی اخیافیوں کو محروم کر دے گا (حالانکہ اس کا کوئی بھی قائل نہیں)

(ج) شریعت اسلامیہ میں بہت سے مسائل میں دادا باپ کے حکم میں ہے اور اس کے قائم مقام ہے۔ چند مقامات ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ پوتیوں اور چھوٹے پوتوں کے نکاح میں حق ولائت (باپ کی غیر موجودگی میں) دادا کو حاصل ہو۔

۲۔ دادا پوتے کے بدلہ میں بطور قصاص قتل نہیں ہوتا۔

۳۔ دادا اور پوتا میں سے ہر ایک کی بیوی دوسرے پر حرام ہے۔

۴۔ دادا اور پوتا ایک دوسرے کو زکوۃ نہیں دے سکتے۔

۵۔ باپ کی طرح دادا پوتے کے مال میں حسب منشاء تصرف کا اختیار رکھتا ہے۔

۶۔ دادا کی گواہی پوتے کے حق میں (باپ کی طرح) قبول نہیں ہوتی۔

۷۔ پوتا دادا کو خریدے تو وہ آزاد ہو جاتا ہے جیسا کہ بیٹا باپ کو خریدے تو باپ آزاد ہو جاتا ہے۔

۸۔ دادا باپ کی طرح اخیافی بھائی بہن کو بالاتفاق محروم کر دیتا ہے۔

(د) دادا میت سے قرابت میں عینی بھائی کی طرح ہے یا علاتی بھائی کی مانند یا دونوں سے کم تر یا دونوں سے بہتر۔ اگر عینی بھائی کی طرح ہے تو چاہیے کہ وہ علاتی بھائی کو محروم کرے اور اگر علاتی بھائی کی مانند ہے تو چاہیے کہ اسے (یعنی دادا کو) عینی بھائی محروم کرے اور اگر دونوں سے کم تر ہے تو چاہیے کہ دونوں قسم کے بھائی اسے محروم کر دیں لیکن یہ تمام صورتیں باطل اور فاسد ہیں اور ان کا کوئی بھی قائل نہیں۔ اب صرف ایک صورت باقی رہی اور وہ یہ کہ دادا دونوں (عینی اور علاتی بھائی) سے اعلیٰ اور اقویٰ ہو تو یہ قوت اس بات کی متقاضی ہے کہ دادا دونوں کو محروم کر دے۔

(ھ) محدثین فقہاء کا اس امر میں اتفاق ہے کہ دادا کا باپ (پڑدادا) بھائیوں کے بیٹوں کو محروم کر دیتا ہے تو اس اتفاق کا تقاضا یہ بھی ہے کہ دادا بھائیوں کو محروم کر دے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوالات

① عصبہ کا لغوی معنی کیا ہے؟ ② عصبہ کا اشتقاق کیا ہے؟ ③ اقسام عصبہ کتنی ہیں؟ ④ عصبہ بالنفس کی تعریف کیجئے ⑤ عصبہ بالنفس میں بیٹا باپ پر کیوں مقدم ہے۔ ⑥ عصبہ کا حصہ کیا ہے؟ ⑦ عصبہ بغیرہ کتنے افراد ہیں؟ ⑧ عصبہ بغیرہ کون کون ہیں؟ ⑨ عصبہ مع غیرہ کتنے افراد ہیں؟ ⑩ عصبہ مع غیرہ کون کون ہیں؟ ⑪ عصبہ سببی کون ہے؟ ⑫ جب ایک شخص میں جہت فرض اور جہت عصبہ دونوں جمع ہوں تو کیا وہ ایک جہت سے وارث ہو گا یا دونوں سے؟ ⑬ عینی بہن علاتی بھائی سے کب مقدم ہو گی؟ ⑭ عینی بہن صاحب فرض اور علاتی بھائی عصبہ کب ہوتے ہیں؟ ⑮ عورتوں کو ولاء کب ملتی ہے؟ ⑯ کیا معتق کی بیٹیوں کو ولاء ملے گی؟ ⑰ حجب کا لغوی اور اصطلاحی مفہوم کیا ہے؟ ⑱ حجب کی کتنی اقسام ہیں؟ ⑲ حجب اشخاص کیا ہے؟ ⑳ حجب نقصان کیا ہے؟ ㉑ حجب حرمان کی وضاحت کیجئے؟ ㉒ عصبہ محروم کب ہوتا ہے؟ ㉓ حجب حرمان کے دونوں قاعدے بیان کیجئے؟ ㉔ خاوند اور بیوی کے لئے حاجب نقصان کون ہے؟ ㉕ ماں کے ثلث حصے کو سدس کون کرتا ہے؟ ㉖ پوتی کے نصف حصہ سے چھٹا حصہ کون کرتا ہے؟ ㉗ کوئی سے تین ورثاء کے نام بتائیے جن پر حجب حرمان نہیں آتا؟ ㉘ دادا اور بھائی کی توریث میں یہ ورثاء کس قسم کے ہیں؟ ㉙ دادا کی موجودگی میں بھائی کے وارث ہونے کی کونسی عقلی دلیل ہے؟ ㉚ دادا کی موجودگی میں بھائی کے محروم ہونے کی کوئی ایک دلیل بتائیے؟ ㉛ کیا محجوب دوسرے وارث کے لئے حاجب حرمان اور حاجب نقصان بن سکتا ہے؟ ㉜ ممنوع اور محجوب شخص میں کیا فرق ہے؟

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فروض کا اصل معلوم کرنے کے قواعد

اصل مسئلہ ایسا چھوٹے سے چھوٹا عدد ہوتا ہے جس میں سے مسئلہ کا فرض یا فروض بلا کسر برآمد ہو سکیں۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں کل چھ فروض مذکور ہیں جو باعتبار تضعیف و تنصیف درج ذیل دو طائفوں میں منقسم ہیں۔

طائفہ اولیٰ: نصف (آدھا) ربع (چوتھائی) ثمن (آٹھواں)

طائفہ ثانیہ: ثلثان (دو تہائی) ثلث (تہائی) سدس (چھٹا)

مذکورہ فروض کا اصل معلوم کرنے کے پانچ قاعدے ہیں جو درج ذیل ہیں:

پہلا قاعدہ: جب مسائل میں صرف ایک فرض کا اصل مطلوب ہو تو وہ اس کا ہم نام ہو گا مثلاً چوتھائی کا اصل چار اور آٹھویں کا اصل آٹھ ہو گا۔ مگر نصف کا اصل دو ہو گا۔

دوسرا قاعدہ: جب مسائل میں کسی ایک طائفہ کے دو یا تین فروض کا اجتماعی اصل مطلوب ہو تو ان میں سے چھوٹے فرض کا اصل سب کا اصل ہو گا مثلاً آٹھ ثمن، ربع اور نصف کا اصل ہے۔ جیسا کہ چھ سدس، ثلث اور ثلثان کا اصل ہے۔

تیسرا قاعدہ: جب مسائل میں طائفہ اولیٰ کا نصف مخلوط ہو طائفہ ثانیہ کے کل یا بعض فروض سے، تو اصل مسئلہ چھ ہو گا۔

چوتھا قاعدہ: جب مسائل میں طائفہ اولیٰ کا ربع مخلوط ہو طائفہ ثانیہ کے کل یا بعض فروض سے تو اصل مسئلہ بارہ ہو گا۔

پانچواں قاعدہ: جب مسائل میں طائفہ اولیٰ کا ثمن مخلوط ہو طائفہ ثانیہ کے کل یا بعض فروض سے تو اصل مسئلہ چوبیس سے ہو گا۔

اقسام مسئلہ: باعتبار سہام کے مسائل کی تین قسمیں ہیں۔

عادلہ: جب سہام اصل کے برابر ہوں مثلاً خاوند، سگی بہن یا ماں باپ، دو بیٹیاں

عائلہ: جب سہام اصل سے بڑھ جائیں مثلاً ماں، دو اخیافی بہنیں اور دو سگی بہنیں

ردیہ: جب سہام اصل سے کم ہوں مثلاً ماں اور بیٹی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمارین

مسئلہ بناؤ اور ورثاء پر تقسیم کرو نیز ہر وارث کو جو دیں اس کی وجہ بیان کرو۔

① بیٹی اور سگا بھائی ② خاوند اور سگی بہن ③ سگی بہن اور علاتی بھائی ④ خاوند اور بیٹا ⑤ دو بیٹیاں اور پوتا ⑥ بیوی اور علاتی بھائی ⑦ بیوی اور بیٹا ⑧ ماں ' باپ اور بیٹا ⑨ ماں ' باپ اور سگا بھائی ⑩ ماں ' باپ ⑪ ماں ' سگا بھائی ⑫ دو اخیافی اور دو سگی بہنیں ⑬ خاوند ' بیٹی اور پوتا ⑭ خاوند ' پوتی اور پوتا ⑮ بیوی ' سگی بہن اور اخیافی بھائی ⑯ بیوی ' علاتی بہن اور چچا ⑰ ماں ' باپ اور تین بیٹیاں ⑱ ماں ' اخیافی بہن اور تین سگی بہنیں ⑲ ماں ' اخیافی بھائی ' چچا زاد ⑳ خاوند اور تین بیٹے ㉑ خاوند ' دو بیٹیاں اور پوتا ㉒ خاوند بیٹی ' پوتی اور پوتا ㉓ بیوی ' دو علاتی بہنیں اور چچا زاد ㉔ بیوی ' ماں ' باپ ㉕ بیوی ' دادی ' دادا ' بیٹا اور پوتا ㉖ بیوی ' دادی ' بیٹا اور پوتی ㉗ ماں ' سگا بھائی اور چچا ㉘ بیوی ' بیٹی اور چچا زاد ㉙ بیوی ' ماں ' باپ ㉚ بیوی ' بیٹی ' پوتی ' پوتا ㉛ بیوی ' ماں ' بیٹی اور چچا ㉜ اخیافی بھائی ' عینی بھائی اور عینی بہن ' ㉝ دادی ' دو اخیافی بھائی اور علاتی بھائی ㉞ بیوی ' بھتیجا ㉟ بیوی اور چچا زاد ㊱ بیوی دو بیٹیاں اور پوتی ㊲ بیوی ' دو سگی بہنیں اور بھتیجا ㊳ بیوی ' ماں ' بیٹا ' اخیافی بھائی اور چچا ㊴ خاوند ' پوتی ' علاتی چچا ㊵ دو سگی بہنیں اور دو اخیافی بہنیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عول کی بحث

لغوی اور اصطلاحی معنی

عول کے متعدد لغوی معانی ہیں مثلاً ظلم کرنا اور مائل ہونا چنانچہ **عَالَ فُلَانٌ** کا معنی ہے اس نے ظلم کیا اور حق سے مائل ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے **ذَالِکَ اَدْنٰی اَلاَّ تَعُوْلُوْا** (نساء) عول کا معنی غلبہ بھی ہے چنانچہ عال صبرہ اس وقت کہا جاتا ہے جب کسی کا پیمانہ صبر لبریز ہو جائے۔ عول کا معنی اونچا کرنا بھی ہے چنانچہ **عَالَ الْمِیْزَان** اس وقت کہا جاتا ہے جب کوئی ترازو اٹھائے۔ عول کا لفظ تنگی کے معنی میں بھی آتا ہے چنانچہ ارشاد باری ہے **وَاِنْ خِفْتُمْ عَیْلَةً** (توبہ ۲۸) اگر تم تنگی و فقر کا خوف محسوس کرو۔

اصطلاح میراث میں جب اصحاب الفرائض کے سہام کی مجموعی تعداد اصل مسئلہ کے عدد سے بڑھ جائے تو مسئلہ عائلہ کہلاتا ہے۔ تب ہر وارث اپنے اصلی حصہ سے کم لیتا ہے۔

جان لو! کہ (چھ فروض سے حاصل ہونے والے) کل اصول سات ہیں۔ تین ان میں سے کبھی عائلہ ہوتے ہیں اور وہ چھ ' بارہ اور چوبیں اعداد ہیں اور باقی چار عائلہ نہیں ہوتے بلکہ ہمیشہ عادلہ یا ردیہ ہوتے ہیں۔

☆ چھ میں عول دس تک (طاق و جفت) ہوتا ہے۔

امثلہ

اصل مسئلہ: ۶ وعول: ۷

		۶	۷
خاوند	نصف	۳	۳
۲ سگی بہنیں	ثلثان	۴	۴

اصل مسئلہ ۶ وعول: ۱۰

		۶	۸
خاوند	نصف	۳	۳
ماں	سدس	۱	۱
۲ سگی بہنیں	ثلثان	۴	۴

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصل مسئلہ: ٦ د عول: ۹

		٦	۹
خاوند	نصف	۳	۳
۲ اخیافی بہنیں	ثلث	۲	۲
۲ سگی بہنیں	ثلثان	۴	۴

اصل مسئلہ: ٦ عول: ۱۰

		٦	۱۰
خاوند	نصف	۳	۳
ماں	سدس	۱	۱
۲ اخیافی بہنیں	ثلث	۲	۲
۲ سگی بہنیں	ثلثان	۴	۴

☆ بارہ میں عول سترہ تک (صرف طاق) ہوتا ہے

مثالیں

اصل مسئلہ: ۱۲ د عول: ۱۳

		۱۲	۱۳
بیوی	ربع	۳	۳
ماں	سدس	۲	۲
۲ سگی بہنیں	ثلثان	۸	۸

اصل مسئلہ ۱۲: د عول: ۱۵

		۱۲	۱۵
بیوی	ربع	۳	۳
۲ اخیافی بہنیں	ثلث	۴	۴
۲ سگی بہنیں	ثلثان	۸	۸

اصل مسئلہ: ۱۲ د عول: ۱۷

		۱۲	۱۷
بیوی	ربع	۳	۳
ماں	سدس	۲	۲
دو اخیافی بہنیں	ثلث	۴	۴
دو سگی بہنیں	ثلثان	۸	۸
بیٹا کافر	ممنوع		

نوٹ:

عام مجتہدین محدثین کے نزدیک اس کا یہی حل ہے لیکن ابن مسعودؓ کے نزدیک اس مسئلہ میں بیوی کا حصہ آٹھواں ہے تب مسئلہ ۲۴ سے ہوگا اور ۳۱ کی طرف عول ہوگا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☜ ۲۴ میں عول صرف ۲۷ کی طرف ہوتا ہے جیسا کہ درج ذیل مسئلہ منبریہ میں واضح ہے۔

		۲۴	۲۷
بیوی	ثمن	۳	۳
۲ بیٹیاں	ثلثان	۱۶	۱۶
ماں	سدس	۴	۴
باپ	سدس	۴	۴

ابن مسعودؓ کے نزدیک اصل ۲۴ کا عول ۳۱ کی طرف بھی ہوتا ہے جیسا کہ ابھی گذشتہ مثال میں بیان ہوا ہے۔

عول کی دلیل اور اختلاف

عول کے بارے میں سب سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فیصلہ دیا تھا۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ جب ان کو خاوند اور دو بہنوں میں میراث تقسیم کرنے کا مسئلہ درپیش ہوا تو فرمایا اگر میں خاوند کو اس کا پورا حصہ دوں تو بہنوں کے حصہ میں کمی آ جاتی ہے اور اگر بہنوں کو ان کا پورا حق دیا جائے تو خاوند کا حصہ کم ہو جاتا ہے۔ تب آپ نے اس مسئلہ میں صحابہ کرامؓ سے مشورہ لیا تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عول کا اشارہ دیتے ہوئے فرمایا **اَعِیْلُوا الْفَرَائِضَ** یعنی فرائض میں عول اختیار کرو چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عول کے ساتھ فیصلہ دیا نیز صحابہ کرامؓ نے اس پر اتفاق کیا۔ البتہ حضرت ابن عباسؓ نے حضرت عمرؓ کی وفات کے بعد اس فیصلہ میں ان سے اختلاف کیا چنانچہ جب ان سے پوچھا گیا کہ آپ نے امیرالمومنین کی زندگی میں انکار کیوں نہ کیا تو کہا ان سے ڈر لگتا تھا۔

عطاء بن ابی رباح سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت ابن عباسؓ سے پوچھا کہ آپ مسئلہ عائلہ میں سہام کیسے تقسیم کریں گے تو فرمایا میں تو سارا نقصان بیٹیوں اور بہنوں کے کھاتے میں ڈالوں گا کیونکہ ان کی حالت بری بھی ہو جاتی ہے یعنی کبھی صاحبہ فرض سے عصبہ بن جاتی ہیں۔ واضح رہے شیعہ امامیہ اور اھل ظواہر کا یہی مسلک ہے۔

حضرت علی، عبداللہ بن مسعود اور زید بن ثابت رضی اللہ عنھم سے روایت ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ انہوں نے بھی عول کو اختیار کیا۔ اسی پر عام صحابہ کرام اور جمہور ائمہ محدثین و مجتہدین ہیں۔ حق بات بھی یہی معلوم ہوتی ہے کیونکہ ترکہ کے حق دار اصحاب الفروض سب استحقاق یعنی نص میں برابر ہیں لہٰذا وہ استحقاق میں بھی برابر ہوں گے۔ پس بوقت گنجائش ہر ایک کو پورا حق ملے گا اور کمی کی صورت میں سب کو نقصان اٹھانا ہو گا جیسا کہ ترکہ کی کمی کی صورت میں ہر قرض خواہ کو کم ملے گا۔ چنانچہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ذرا بتائیے کہ ایک آدمی چھ درھم چھوڑ کر مرا جبکہ اس نے ایک شخص کے تین درھم اور دوسرے کے چار درھم دینے تھے تو کیا اس کے مال کے سات حصے نہ ہوں گے؟ یقیناً۔

تمرین

یہ عائلہ مسائل ہیں ان کا اصل مسئلہ واضح کریں اور بتائیں عدد عول کیا ہے نیز ہر وارث کا حصہ بھی نکالیں۔

① خاوند اور دو سگی بہنیں ② خاوند، سگی بہن، علاتی بہن ③ خاوند، دو سگی بہنیں، اخیافی بہن ④ خاوند، ماں، سگی بہن، علاتی بہن ⑤ خاوند، دو سگی بہنیں، دو اخیافی بہنیں ⑥ خاوند، دو سگی بہنیں، تین اخیافی بہنیں ⑦ خاوند، ماں، دو سگی بہنیں، دو اخیافی بہنیں ⑧ خاوند، سگی بہن، علاتی بہن، اخیافی بھائی، ماں ⑨ خاوند، تین بیٹیاں، ماں ⑩ بیوی، دو علاتی بہنیں، اخیافی بہن ⑪ بیوی، دو سگی بہنیں، دو اخیافی بہنیں ⑫ بیوی، ماں، تین سگی بہنیں، دو اخیافی بہنیں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دو عددوں کے مابین چار نسبتوں کا تعارف

کوئی سے دو عدد (جو بھی فرض کر لئے جائیں) ان کے درمیان چار نسبتوں میں سے کوئی ایک نسبت ضرور پائی جائے گی۔ وہ چار نسبتیں یہ ہیں تماثل ' تداخل ' توافق اور تباین۔ ان کا تعارف عملِ تصحیح میں ایک بنیادی حیثیت رکھتا ہے اس لئے ان کو خوب حفظ و ضبط کر لیجئے۔

تماثل: تماثل یہ ہے کہ دو عدد قیمت میں مساوی ہوں مثلاً ۳ اور ۳

تداخل: تداخل یہ ہے کہ دو عددوں میں سے ایک بڑا اور دوسرا چھوٹا ہو اور بڑا چھوٹے عدد پر پورا پورا تقسیم ہو جائے کہ باقی کچھ نہ بچے جیسے ۶ اور ۳

توافق: نسبت توافق یہ ہے کہ دو عددوں میں سے ایک بڑا اور دوسرا چھوٹا ہو اور بڑا عدد۔ چھوٹے پر پورا پورا تقسیم نہ ہو بلکہ یہ دونوں ایک تیسرے عدد پر پورے پورے تقسیم ہو جائیں جیسے ۸ اور ۶۔ (دونوں دو پر تقسیم ہو جاتے ہیں)

تباین: نسبت تباین یہ ہے کہ دو عددوں میں سے ایک بڑا ہو اور دوسرا چھوٹا اور بڑا چھوٹے عدد پر پورا پورا تقسیم نہ ہو اور نہ ہی یہ دونوں کسی تیسرے عدد پر پورے پورے تقسیم ہوں جیسے ۹ اور ۷

نوٹس

(۱) دو عددوں کے درمیان نسبت توافق یا تباین جاننے کا طریقہ یہ ہے کہ چھوٹے عدد کو بڑے عدد سے ایک یا متعدد دفعہ باہم تفریق کریں حتی کہ آخر میں باقی ایک بچے گا یا عدد (یعنی ایک سے زیادہ) پہلی صورت میں نسبت تباین جب کہ دوسری صورت میں نسبت توافق ہو گی۔

(۲) نسبت توافق کی جو تعریف گذری ہے وہ خاص ہے جبکہ فرضیوں نے نسبت توافق کو عام معنی میں بھی استعمال کیا ہے تب وہ تداخل کی تعریف کو بھی شامل ہو گا۔

(۳) نسبت توافق میں دو کلمے استعمال کیے جاتے ہیں ایک قاسم اور دوسرا وفق ہے۔ قاسم ایک ایسا مشترک عدد ہے جس پر دونوں عدد تقسیم ہوں۔ اسے عاد بھی کہتے ہیں۔ جبکہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وفق ہر عدد کا حاصل تقسیم ہوتا ہے مثلاً ۸ اور ۶ میں نسبت توافق ہے یہ دونوں عدد ۲ پر پورے پورے تقسیم ہو جاتے ہیں لہٰذا ۲ قاسم ہوا اور ۴ وفق ہوا ۸ کا جبکہ ۳ وفق ہوا ۶ کا۔ پس ۶ اور ۸ متوافقان بالنصف ہوئے۔

④ جب کوئی دو عدد ۲ پر متفق ہوں یعنی ۲ قاسم ہو تو وہ متوافقان بالنصف کہلائیں گے۔ اگر تین پر متفق ہوں تو متوافقان بالثلث ہوں گے اس طرح دس تک کہا جائے گا اور دس کے بعد اس عدد کے نام کے ساتھ کلمہ جزء لگائیں گے یعنی ۱۱ پر متفق ہونے کی صورت میں متوافقان بجزء من احد عشر کہیں گے۔ ۱۲ پر متفق ہونے کی صورت میں متوافقان بجزء من اثنی عشر کہیں گے۔ اس طرح آگے چلتے جاؤ۔

⑤ قاسم کبھی ایک سے زیادہ بھی ہو سکتے ہیں مثلاً ۱۶ اور ۵۶ دونوں ۲، ۴ اور ۸ پر پورے پورے تقسیم ہو جاتے ہیں لیکن یہاں ۸ کا اعتبار ہو گا کیونکہ یہ بڑا عدد ہے اسے معروف حساب میں عاداعظم کہا جاتا ہے۔

⑥ فرضیوں اور بعض اہل حساب کے نزدیک عدد ایک سے بڑے ہندسے کو کہتے ہیں گویا ان کے نزدیک ایک عدد نہیں بلکہ مبدء عدد ہے۔ واضح رہے ان کے نزدیک عدد کی تعریف یہ ہے کہ جو اکائیوں کا مجموعہ ہو۔ بعض نے یوں تعریف کی ہے کہ عدد وہ ہے جو اپنے دونوں طرف کے قریبی ہندسوں کے مجموعے کا نصف ہو۔ مثلاً ۵ عدد ہے کیونکہ یہ اپنے سے اوپر والے ہندسے یعنی ۶ اور نیچے والے ہندسے یعنی ۴ کے مجموعہ (دس) کا نصف ہے۔

⑦ کسر کی صورتوں میں جس عدد کو اصل مسئلہ سے ضرب دی جاتی ہے اسے جزء السہم کہا جاتا ہے یعنی مسئلہ میں یہ ایک سہم ہے۔ اس طرح اعداد مثبتہ میں حاصل ضرب کا بھی یہی نام ہے جیسا کہ آگے چل کر ان صورتوں میں معلوم ہو گا جہاں ایک سے زیادہ فریق پر کسر واقع ہو گی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مبحثِ تصحیح

لغوی اور اصطلاحی مفہوم

تصحیح (باب تفعیل) صحت سے ماخوذ ہے جو سقم (بیماری) کی ضد ہے۔ اس باب کا مقصد فریق کے سہام میں واقع کسر کا ازالہ کرنا ہے۔ جب کسر بمرتبہ بیماری قرار پائی اور فرضی اس کا مخصوص ضرب سے علاج کرنے کی وجہ سے طبیب کہلایا تو اس کے اس عمل کو تصحیح کا نام دیا گیا۔

علم میراث کی اصطلاح میں تصحیح سے مراد ایسا چھوٹے سے چھوٹا عدد ہے جس میں سے ہر وارث کا حصہ بلا کسر برآمد ہو۔ تصحیح کی سات صورتیں ہیں اسی لئے مسائل کی تصحیح کے سات قاعدے ہیں جو درج ذیل ہیں۔

قاعدہ نمبر۱: جب کسی فریق کے سہام کا عدد ہر وارث پر بلا کسر تقسیم ہو جائے تو مسئلہ کی تصحیح اسی اصل سے ہو گی یا عول سے اگر مسئلہ عائلہ ہو۔ پس ایسا مسئلہ تصحیح شدہ ہے۔

مثال:

اصل مسئلہ: ۶ (تصحیح شدہ)

	۶
دو بیٹیاں	۴
نانی	۱
باپ	۱

اصل مسئلہ: ۶ دعول: ۷ (تصحیح شدہ)

	۶	۷
خاوند	۳	۳
دو سگی بہنیں	۴	۴

قاعدہ نمبر۲: جب کسی مسئلہ میں صرف ایک فریق پر کسر واقع ہو اور اس کے رؤوس اور سہام کے درمیان نسبت توافق ہو تو رؤوس کے وفق کو (جو جزء سہم ہو گا) **اصل مسئلہ** سے اور اگر مسئلہ عائلہ ہو تو عول سے ضرب دیں گے۔

پھر طریقہ تقسیم یہ ہو گا کہ ہم جزء سہم کو **اصل مسئلہ** کے اوپر یا عائلہ ہو تو عول

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے اوپر درج کریں گے پھر اس جزء السہم کو ان سہام کے ساتھ ضرب دیں گے جو ہر فریق کو اصل مسئلہ سے ملے ہیں۔ حاصل ضرب اس فریق کا حصہ ہو گا۔ نتیجہ یہ کہ ہر وارث کو اتنے ملیں گے جتنے اس جماعت کے مجموعی سہام کا وفق تھا۔ اور جب ہم چاہیں گے کہ اس فریق کے ہر ہر وارث کا حصہ معلوم ہو تو ہم اس فریق کے مجموعہ سہام کو عدد رؤوس پر تقسیم کریں گے۔ پس حاصل تقسیم تصحیح میں سے ہر وارث کا حصہ ہو گا۔

مثال:

اصل مسئلہ: ٦ و تصحیح: ٣٠

جزء السہم: ۵

	٦	٣٠
۱۰ بیٹیاں	۴	۲۰
ماں	۱	۵
باپ	۱	۵

اصل مسئلہ: ٦ وعول: ٨ و تصحیح: ٢۴

جزء السہم: ٣

	٦	٨	٢۴
خاوند	٣	٣	٩
دادی	١	١	٣
۴ بہنیں	۴	۴	١٢

قاعدہ نمبر۳: جب کسی مسئلہ میں ایک فریق پر کسر واقع ہو اور اس کے رؤوس اور سہام میں نسبت تباین ہو تو کل رؤوس کو (جو جزء سہم ہو گا) اصل مسئلہ سے یا عول سے ضرب دیں گے اور باقی عمل حسب سابق کریں گے۔ نتیجہ یہ کہ بعد از تصحیح ہر وارث کو اتنے سہام ملیں گے جتنے اس فریق کو اصل مسئلہ سے ملے تھے۔

نمونہ:

اصل مسئلہ: ٦ و تصحیح: ۴٢

جزء السہم: ۷

	٦	۴٢
۷ بیٹیاں	۴	۲۸
ماں	۱	۷
باپ	۱	۷

اصل مسئلہ: ٦ وعول: ۷ و تصحیح: ۵

جزء السہم: ۵

	٦	۷	٣۵
خاوند	٣	٣	١۵
۵ بہنیں	۴	۴	۲۰

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ جب کسی مسئلہ میں دو یا زیادہ فریق پر کسر واقع ہو تو اس میں چار قاعدے ہیں۔ واضح رہے کہ ان صورتوں میں اعداد مثبتہ نکالنے کی ضرورت پڑے گی۔ جس کا طریق یہ ہے کہ اگر کسی فریق کے رؤوس اپنے سہام سے نسبت توافق رکھیں تو رؤوس کا وفق عدد مثبت ہو گا اور تباین کی صورت میں کل رؤوس کا عدد اس فریق کا عدد مثبت ہو گا۔ پھر اسی طرح دوسرے فریق کا عدد مثبت نکالیں الی آخرہ

قاعدہ نمبر۱: جب رؤوس کے اعداد مثبتہ کے درمیان نسبت تماثل ہو تو کسی ایک عدد کو (جو جزء سہم ہو گا) اصلہ مسئلہ سے یا عول سے ضرب دیجئے۔

نمونہ:

اصل مسئلہ: ۶ و تصحیح: ۱۸

جزء السہم: ۳

	۶	۱۸
۳ بیٹیاں	۴	۱۲
۳ دادیاں	۱	۳
۳ چچے	۱	۳

اصل مسئلہ: ۶ عول: ۷ و تصحیح: ۲۱

جزء السہم: ۳

	۶	۷	۲۱
۳ بہنیں	۴	۴	۱۲
۳ دادیاں	۱	۱	۳
۳ اخیافی بہنیں	۲	۲	۶

قاعدہ نمبر۲: جب رؤوس کے اعداد مثبتہ میں نسبت تداخل ہو تو بڑے عدد کو (جو جزء سہم ہو گا) اصل مسئلہ سے یا عول سے ضرب دیں گے۔

اصل مسئلہ: ۳ و تصحیح: ۱۲

جزء السہم ۴

	۳	۱۲
۲ اخیافی بھائی	۱	۴
۸ علاتی بھائی	۲	۸

اصل مسئلہ: ۶ عول: ۸ و تصحیح: ۷۲

جزء السہم ۹

	۶	۸	۷۲
خاوند	۳	۳	۲۷
۳ دادیاں	۱	۱	۹
۹ بہنیں	۴	۴	۳۶

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قاعدہ نمبر ۳

جب رؤوس کے اعداد مثبتہ میں نسبت توافق ہو تو ایک عدد کے وفق کو دوسرے کل عدد میں ضرب دیں پھر حاصل ضرب کو تیسرے کے وفق سے اگر نسبت توافق ہو ورنہ تیسرے کے کل عدد سے ضرب دیں پھر چوتھے عدد سے اس طرح ضرب دیں پھر حاصل ضرب (جزء السہم) کو اصل مسئلہ سے یا عائلہ ہو تو عول سے ضرب دیں حاصل ضرب مسئلہ کی تصحیح ہو گی۔

جزء السہم ٦٠

	١٢	٧٢٠
٤ بیویاں	٣	١٨٠
بہن	٦	٣٦٠
١٢ علاتی بہنیں	٢	١٢٠
١٠ چچے	١	٦٠

جزء السہم ٣٦

	١٢	١٣	٤٦٨م
٤ بیویاں	٣	٣	١٠٨
٩ بہنیں	٨	٨	٢٨٨
١٢ دادیاں	٢	٢	٧٢

قاعدہ نمبر ۴

جب رؤوس کے اعداد مثبتہ میں نسبت تباین ہو تو ایک عدد کو دوسرے کے کل میں ضرب دیں پھر مبلغ کو تیسرے کے کل میں پھر اسی طرح چوتھے میں پھر اس حاصل ضرب (جزء السہم) کو اصل مسئلہ میں اور اگر مسئلہ عائلہ ہو تو عول میں ضرب دیں حاصل ضرب سے تصحیح مسئلہ ہو گی۔

نمونہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جزء السہم : ۲۱۰

	۲۴	۵۰۴۰
۲ بیویاں	۳	۶۳۰
۶ (۲) دادیاں	۴	۸۴۰
۱۰ (۵) بیٹیاں	۱۶	۳۳۶۰
۷ چچے	۱	۲۱۰

جزء السہم : ۶۰

	۱۲	۱۳	۷۸۰
۴ بیویاں	۳	۳	۱۸۰
۳ بہنیں	۸	۸	۴۸۰
۵ دادیاں	۲	۲	۱۲۰

تمارین

درج ذیل مسائل کی تصحیح کیجئے اور ہر وارث کا حصہ ظاہر کیجئے۔

۱۔ بیوی اور سات بیٹے
۲۔ خاوند، بھائی، تین اخیافی بھائی
۳۔ تین پوتیاں، دو سگی بہنیں اور دو دادیاں
۴۔ خاوند، ماں، باپ، چھ بیٹیاں
۵۔ دو بیویاں، تین بیٹیاں، تین دادیاں، بھائی
۶۔ بیٹی، دو پوتیاں، تین چچے
۷۔ چار بیویاں، چار بیٹے
۸۔ دو اخیافی بھائی، آٹھ علاتی بھائی
۹۔ چار بیویاں، تین دادیاں، بارہ چچے
۱۰۔ چار بیویاں، اٹھارہ بیٹیاں، پندرہ دادیاں، چھ چچے
۱۱۔ بیوی، چھ چچے
۱۲۔ پانچ بیٹیاں، تین دادیاں، چار بیویاں، چھ چچے
۱۳۔ خاوند، پانچ بیٹیاں، بہن
۱۴۔ خاوند، ماں، تین بہنیں، ایک اخیافی بہن
۱۵۔ بیوی، بیٹا، بیٹی
۱۶۔ بیوی، پانچ بیٹیاں، ماں، باپ، بھائی
۱۷۔ خاوند، چھ بہنیں، دو اخیافی بھائی
۱۸۔ تین بیویاں، ساتھ بیٹیاں،
دو دادیاں، چار بھائی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مبحثِ ردّ

لغوی اور اصطلاحی معنی

رد کا لغوی معنی پھیرنا ' لوٹانا اور روکنا ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے **وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا** (احزاب ۲۵) اور ارشاد ہے **فَارْتَدَّا عَلٰى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا** (کھف ۶۴) اور اصطلاح میراث میں رد سے مراد اصحاب الفروض کے حصص کی ادائیگی کے بعد جو سہام باقی بچ جائیں انہیں دوبارہ اصحاب الفروض نسبیہ پر لوٹا دینا ہے۔

مزید وضاحت

رد کا نتیجہ یہ ہے کہ ترکہ میں سے اصحاب الفروض کی ادائیگی کے بعد جو سہام باقی بچ جائیں وہ انہیں ورثاء پر بقدر سہام دوبارہ تقسیم کر دیئے جاتے ہیں۔ البتہ خاوند یا بیوی پر رد نہ ہو گا کیونکہ ان کے درمیان وراثت کا سبب زوجیت ہے جو کسی ایک کی موت سے یا عصمت نکاح کے انقطاع سے ختم ہو جاتی ہے لہٰذا ان کو ایک ہی دفعہ مقررہ حصہ دینے پر اکتفا کیا جائے گا۔ البتہ جو زوجین کے علاوہ اصحاب الفروض ہیں ان پر رد ہو گا کیونکہ ان کے درمیان وراثت کا سبب قرابت رحمیہ ہے جو مورث کی موت کے بعد بھی باقی رہتی ہے۔ حضرات صحابہ کرام میں سے عمر ' علی ' ابن مسعود او ابن عباس رضی اللہ عنھم نے رد کو اختیار فرمایا ہے۔ بعد ازیں حسن بصری ' ابن سیرین ' قاضی شریح ' عطاء مجاہد ' ثوری ' ابوحنیفہ وغیرھم رحمھم اللہ سے بھی رد کو اختیار کرنا منقول ہے۔ البتہ حضرت ابوبکر صدیق اور زید بن ثابت رضی اللہ عنھم سے منقول ہے کہ اصحاب الفرائض پر رد نہ ہو گا بلکہ باقی مال بیت المال میں جمع ہو گا۔ واضح رہے کہ ان دونوں کے نزدیک ذوی الارحام وارث نہیں ہوتے۔ مشہور ائمہ میں سے مالک ' اوزاعی اور شافعی رحمھما اللہ کا بھی یہی مسلک ہے لیکن متاخرین محققین شوافع نے بیت المال کے انتظام سے مایوس ہو کر رد کو قبول و اختیار کر لیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رد کی دو شرطیں ہیں اولاً یہ کہ صاحب فرض کو مقررہ حصہ ادا کرکے ترکہ سے مال بچ جائے۔ ثانیاً یہ کہ کوئی وارث عصبہ نسبی یا عصبہ سببی نہ ہو۔ باب الرد میں دو فریق ہیں۔ فریق اول کہ جن پر رد نہیں ہوتا۔ وہ خاوند اور بیوی ہے۔ فریق ثانی کہ جن پر رد ہوتا ہے وہ زوجین کے علاوہ دس ہیں۔

رد کے جملہ مسائل کی چار صورتیں ہیں۔ وجہ حصر یہ ہے کہ مسئلہ میں موجود ورثاء کہ جن پر رد ہو گا۔ ایک جنس (قسم) کے ہوں گے یا مختلف اجناس کے۔ پھر دونوں صورتوں میں خاوند یا بیوی میں سے کوئی ایک شامل ہو گا یا شامل نہ ہو گا۔ ہر صورت کے لئے مستقل ایک قاعدہ ہے اس لئے کل چار قاعدے ہوئے جو درج ذیل ہیں۔

قاعدہ نمبر۱

جب کسی مسئلہ میں ورثاء (جن پر رد ہوتا ہے) ایک ہی قسم کے ہوں اور زوجین میں سے کوئی نہ ہو تب مسئلہ رد بہ رؤس کی تعداد کے مطابق بنالو۔

مثال

اصل مسئلہ: ۳ ورد: ۲

	۳	۲
بیٹی	۱	۱
بیٹی	۱	۱

قاعدہ نمبر۲

جب کسی مسئلہ میں ورثاء (جن پر رد ہوتا ہے) دو یا زیادہ اقسام کے ہوں اور زوجین میں سے کوئی نہ ہو تب مسئلہ ردّبہ ان مجموعہ سہام کے مطابق بناؤ جو انہوں نے اصل مسئلہ سے حاصل کئے ہیں۔

مثال

اصل مسئلہ: ۶ ورد: ۵

	۶	۵
بیٹی	۳	۳
پوتی	۱	۱
ماں	۱	۱

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قاعدہ نمبر ۳

جب کسی مسئلہ میں ورثاء (جن پر رد ہوتا ہے) ایک ہی قسم کے ہوں اور ان کے ساتھ زوجین میں سے بھی کوئی ایک ہو تو مسئلہ ردّیہ خاوند یا بیوی کے منفرد فرض کے اصل سے بنا لو۔ پھر اگر ان پر سہام پورے پورے تقسیم ہو جائیں تو ٹھیک وگرنہ مذکورہ اصولوں کے مطابق تصحیح کر لو۔

اصل مسئلہ : ۱۲ و رد : ۴

	۱۲	۴
خاوند	۳	۱
۳ بیٹیاں	۸	۳

قاعدہ نمبر ۴

جب کسی مسئلہ میں ورثاء (جن پر رد ہوتا ہے) دو یا زیادہ اقسام کے ہوں اور ان کے ساتھ زوجین میں سے بھی کوئی ایک ہو تو مسئلہ ردیہ خاوند یا بیوی کے منفرد فرض کے اصل سے بنا لو۔ پھر خاوند یا بیوی کو مقررہ حصہ دو جو باقی بچ جائیں ان کو **مَنْ يُرَدُّ عَلَيْهِمْ** کے مسئلہ کے مطابق دو اگر تقسیم ہو جائیں تو مزید کسی عمل کی ضرورت نہیں۔

اصل مسئلہ : ۱۲ رد : ۴

	۱۲	۴
بیوی	۳	۱
دادی	۲	۱
۲ اخیافی بہنیں	۴	۲

☆ اگر بقیہ سہام پورے پورے تقسیم نہ ہوں تو **مَنْ يُرَدُّ عَلَيْهِمْ** کے کل مسئلہ کو احد الزوجین کے فرض کے اصل سے ضرب دیں تو مبلغ دونوں فریقوں کے فروض کا اصل

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو گا۔ اب طریقہ تقسیم یہ ہے کہ احد الزوجین کے سہام کو من یرد علیھم کے مسئلہ سے ضرب دیں حاصل ضرب احد الزوجین کا حصہ ہو گا اور من یرد علیھم کے سہام کو احد الزوجین کے فرض کے اصل سے بقیہ میں ضرب دیں حاصل ضرب من یرد علیھم کے اس فریق کا حصہ ہو گا۔ بعد ازیں اگر کسی فریق پر کسر واقع ہو تو قواعد مذکورہ کے مطابق تصحیح کر لو۔

مثال

اصل مسئلہ : ۱۲ ورد : ۴ و تصحیح اصناف : ۱۶ و تصحیح افراد : ۳۲

جزء السھم : ۲

	۱۲	۴	۱۶	۳۲
بیوی	۳	۱	۴	۸
بہن	۶	۳	۹	۱۸
۲ علاتی بہنیں	۲	۱	۳	۶

تمرین

درج ذیل مسائل ردّیہ ہیں۔ مسائل میں ہر وارث کا حصہ بیان کرو۔

① صرف ماں ② دو بیویاں ' بیٹی ③ ماں ' بیوی ④ دو سگی بہنیں ⑤ سگی بہن ' علاتی بہن ' دادی ⑥ دو اخیافی بھائی ' دادی ⑦ دادی ' اخیافی بھائی ⑧ ماں ' بیٹی ⑨ خاوند ' سات پوتیاں ⑩ بیوی ' تین علاتی بہنیں ⑪ خاوند ' دو پوتیاں ⑫ بیوی ' ماں ' دو اخیافی بھائی ⑬ خاوند ' اخیافی بہن ' نانی ⑭ چار بیویاں ' نو بیٹیاں ' چھ دادیاں ⑮ بیوی ' دو دادیاں ' چار اخیافی بھائی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقسیم ترکہ کی بحث

جان لیجئے کہ علم میراث میں ترکات کی تقسیم ہی مقصود بالذات پھل ہے۔ باقی رہا تاصیل و تصحیح کا عمل تو یہ اس کے حصول کا ایک ذریعہ اور وسیلہ ہے۔ یہاں ہم اس بارے میں چند ایک اہم امور کا تفصیلاً ذکر کرتے ہیں۔

۱۔ جب میت کا ایک ہی وارث ہو تو تقسیم ترکہ کی ضرورت نہیں وہ اکیلا ہی سارا مال سمیٹ لے گا وہ صاحب فرض ہو یا عصبہ ہو یا ذی رحم۔

۲۔ جب متعدد عصبات نسبی ہوں (صاحب فرض کوئی نہ ہو) تو اصل مسئلہ ان کے رؤوس کا عدد ہو گا۔ اور ان پر ترکہ برابر برابر تقسیم کر دیا جائے گا۔ مثلاً تین سگے بھائی ہوں یا تین بیٹے ہوں تو اصل مسئلہ تین سے ہو گا اور ہر ایک کو (برابر برابر) تہائی مال ملے گا۔

۳۔ جب عصبات نسبیہ کے ساتھ کوئی عورت عصبہ بالغیر بن کر آئے تو ذکر کو دو عورتیں شمار کریں گے اور ترکہ ان کے رؤوس کی تعداد کے پیشِ نظر للذکر مثل حظ الانثیین کے مطابق تقسیم کریں گے۔ مثلاً ایک بیٹا اور تین بیٹیاں ہوں اور ترکہ دس روپے ہو تو صورت مسئلہ اس طرح ہو گی۔

	۵	۱۰ ترکہ
بیٹا	۲	۴
بیٹی	۱	۲
بیٹی	۱	۲
بیٹی	۱	۲

۴۔ جب ورثاء صرف اصحاب الفرائض ہوں یا ان کے ساتھ عصبات نسبی بھی ہوں تو اولاً تاصیل و تصحیح کا عمل کرو پھر اگر تم دیکھو کہ تصحیح اور ترکہ میں نسبت تباین ہے تو تصحیح میں سے ہر فریق کو جو حصہ دیا ہے اسے کل ترکہ سے ضرب دو پھر حاصل ضرب کو کل تصحیح پر تقسیم کر دو۔ اگر ان دونوں میں نسبت توافق ہو تو پھر تصحیح میں سے ہر فریق کو جو حصہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیا ہے اسے وفقِ ترکہ سے ضرب دیں پھر حاصل ضرب کو وفقِ تصحیح پر تقسیم کریں۔ حاصل تقسیم اس فریق کا (ترکہ میں سے) حصہ ہو گا۔

اگر کسی فریق کے ہر وارث کا حصہ جاننا چاہو تو اس فریق کا مجموعی حصہ ان کے رؤس کے عدد پر تقسیم کر دو حاصل قسمت ترکہ میں سے ہر ایک وارث کا حصہ ہو گا۔

مثال وفق الترکة : ١١

ترکة	٦	٦٦
٢ بیٹیاں	٤	٤٤
ماں	١	١١
باپ	١	١١

وفق	٢	٩
ترکة	٦	٨	٣٦
خاوند	٣	٣	١٣ ١/٢
ماں	١	١	٤ ١/٢
٢ سگی بہنیں	٤	٤	١٨

جزء السهم : ٣

	ترکة	٦	١٨	٤٧
٢/٣	٦ بیٹیاں	٤	١٢	٣١ ٢/٦
١/٦	٣ دادیاں	١	٣	٧ ٥/٦
ب	٣ چچے	١	٣	٧ ٥/٦

٥۔ جب ترکہ میں کسر واقع ہو تو ترکہ اور تصحیح میں بسط کسر کر لو یعنی جنس کسر سے کرو باقی عمل حسب سابق ہو گا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

	٨	١٥
تركة	٤	٧ ½
خاوند	١	١ ٧/٨
بیٹی	٢	٣ ٢/٤
پوتا	١	١ ٧/٨

نوٹ: تصحیح کو ترکہ کی طرح جب دو سے ضرب دی تو جنس کسر ہوئی۔

٦۔ جب قرض خواہ متعدد ہوں اور تجہیز و تکفین کے بعد ترکہ کم ہونے کی وجہ سے قرضوں کو پورا نہ کرے تو اس ترکہ ناقصہ سے ہر قرض خواہ کا حصہ معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ہر قرض خواہ کا نام ورثاء کی جگہ پر لکھو اور رقم قرضہ سہام کی جگہ پر درج کرو اور قرضہ کی مجموعی رقم تصحیح کی جگہ پر لکھو پھر باقی عمل حسب سابق ہو گا۔

نمونہ

کل قرضہ: ۹ روپے　　باقی ترکہ: ٦ روپے

وفق	٣	٢
	۹	٦
جنید	٢	١ ½
اُسید	٣	٢
الجلاء	٤	٢ ⅔

تمرین

مندرجہ ذیل ترکات ان کے مستحقین میں تقسیم کیجئے۔

١۔ خاوند اور تین بیٹیاں ترکہ ٣٣٢ روپے

٢۔ بیوی ' بیٹی ' پوتی اور سگی بہن ترکہ ٤٨٠ روپے

٣۔ بیوی ' پوتی اور سگی بہن ترکہ ٥٠٠٠ روپے

٤۔ دادی ' دو پوتیاں اور مولی العتاقہ۔ ترکہ ٦٠٠ روپے

٥۔ خاوند ' چار بیٹیاں اور دو سگی بہنیں۔ ترکہ ٣٠٠٠ روپے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶۔ بیوی ماں اور باپ ۔ ترکہ ۱۵۶ روپے

۷۔ بیٹی ' ماں اور باپ ۔ ترکہ ۹۶ روپے

۸۔ دو سگی بہنیں ' ماں اور اخیافی بہن ۔ ترکہ ۶۰ روپے

۹۔ بیوی ' بیٹی ' پوتا اور ترکہ ۲۰۸ روپے

۱۰۔ خاوند ' پوتا ' پوتی اور ترکہ ۸۰ روپے

۱۱۔ ۳ سگی بہنیں چچا اور ترکہ ۱۸۹ روپے

۱۲۔ خاوند ' علاتی بہن اور ترکہ ۳۰ روپے

۱۳۔ بیوی ' ماں ' باپ ' بیٹا اور ترکہ ۲۱۶ روپے

۱۴۔ خاوند ' دو سگی بہنیں ' علاتی بہن اور ترکہ ۹۱ روپے

۱۵۔ بیوی دو سگی بہنیں ' علاتی بھائی اور ترکہ ۱۰۸۰ روپے

۱۶۔ بیوی ' دو علاتی بہنیں ' دو اخیافی بہنیں ' کافر بیٹا اور ترکہ ۲۰۲۵ روپے

۱۷۔ مندرجہ بالا سوال نمبر ۱۶ میں عبداللہ بن مسعود کی رائے کے مطابق پھر جمہور کی رائے کے مطابق تقسیم کرو۔

۱۸۔ ایک کا قرضہ ۱۰ روپے اور دوسرے کا ۵ روپے ہے جبکہ ترکہ ۹ روپے ہے

۱۹۔ ایک کا قرضہ ۱۱ روپے اور دوسرے کا ۴ روپے ہے جبکہ ترکہ ۱۳ روپے ہے۔

۲۰۔ ایک کا قرضہ ۱۲ روپے اور دوسرے کا ۱۳ روپے اور تیسرے کا ۲۰ روپے ہے جبکہ ترکہ ۳۰ روپے ہے۔

۲۱۔ ایک کا قرضہ ۵ روپے اور دوسرے کا ۱۰ روپے اور تیسرے کا ۱۵ روپے ہے جبکہ ترکہ ۱۸ روپے ہے۔

۲۲۔ ایک کا قرضہ ۴ روپے اور دوسرے کا ۵ روپے اور تیسرے کا ۷ روپے ہے جبکہ ترکہ ۱۱ روپے ہے۔

۲۳۔ بیوی ' ماں ' پانچ بیٹیاں اور تین سگی بہنیں اور ترکہ ۹۶۰ روپے۔

۲۴۔ چار بیویاں ' سات بیٹیاں ' پانچ پوتیاں ' سگی بہن ' اخیافی بہن ' دادی اور ترکہ ۷۲۰/= روپے

۲۵۔ دو بیویاں ' تین پوتیاں دو علاتی بہنیں دو اخیافی بھائی اور ترکہ ۳۰۰۰ روپے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استحقاقِ ترکہ سے تخارج کی بحث

لغوی اور اصطلاحی مفہوم :

تخارج لغت میں خروج سے ہے۔ تخارج الشرکاء تب کہا جاتا ہے جب تقسیم کرکے ہر ایک اپنی شرکت سے الگ ہو جائے۔ اور علمِ میراث کی اصطلاح میں تخارج یہ ہے کہ باہمی مصالحت سے کوئی وارث ترکہ میں سے کوئی متعین شئی لے کر اپنے شرعی فرض سے برضاء و رغبت دست بردار ہو جائے۔

مزید وضاحت

جب کوئی وارث ترکہ میں سے کوئی مخصوص و متعین شی لینے پر دیگر ورثاء سے برضا و رغبت مصالحت کرے اور اپنے شرعی فرض سے دست بردار ہو جائے تو ایسے وارث کو صرف وہی شئی ملتی ہے جس کے عوض اس نے مصالحت کی ہے خواہ وہ شئی اس کے حق شرعی سے کم ہو یا زیادہ ـــ اس میں طریقہ یہ ہے کہ اولا اس مصالح شخص کو صورت مسئلہ میں داخل کرو پھر تصحیح میں سے اس کا حصہ ظاہر کرو پھر (معین شئی کے علاوہ) باقی ترکہ کو دیگر ورثاء کے سہام کے مطابق تقسیم کرو۔ مثلاً خاوند اور دو اخیافی بھائی اور ایک سگا بھائی وارث تھے۔ لیکن دونوں اخیافی بھائیوں نے کسی مخصوص شئی پر ورثاء سے مصالحت کر لی اور ان کے درمیان سے نکل گئے۔ پس باقی ترکہ خاوند اور سگے بھائی کے درمیان (ان کے حصوں کے مطابق) چار حصے کرکے تقسیم کیا جائے گا۔ تین حصے خاوند کو اور ایک حصہ سگے بھائی کو ملے گا۔

حل مسئلہ

اصل مسئلہ : ٦ و بعد از تخارج : ٤	٦	٤
خاوند	٣	٣
٢ اخیافی بھائی	٢	مصالحان
سگا بھائی	١	١

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دلیل تخارج: ؟

عمرو بن دینار سے روائت ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی تماضر بنت اصبغ کلبی کو مرض الموت میں طلاق دے دی اور بعد ازیں انتقال کر گئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے دیگر تین بیویوں کے ساتھ تماضر کو بھی عدتِ طلاق میں وارث قرار دیا۔ چنانچہ ورثاء نے اس سے آٹھویں حصہ کی چوتھائی (بتیسواں حصہ) سے کم حصہ دینے پر مصالحت کر لی جو کہ تراسی ہزار درہم یا دینار تھے۔

فوائد

۱۔ اگر ہم مصالح شخص کو کالعدم سمجھیں (یعنی اسے شامل نہ کریں) مثلاً مسئلہ مذکورہ میں شروع سے ہی صرف خاوند اور سگے بھائی سے مسئلہ کی تصحیح کریں تو خاوند کو اس کے استحقاق سے کم حصہ ملتا ہے۔ جبکہ بھائی کو اس کے استحقاق سے زیادہ حصہ ملتا ہے۔

۲۔ اگر قرضہ کی ادائیگی سے ترکہ ختم ہو جائے تو تخارج جائز نہیں ہے۔

۳۔ کبھی تخارج قرض خواہوں کے درمیان بھی ہوتا ہے۔ مثال

کل قرضے: ۹۰ بعد از تخارج: ۵۰ و ترکہ: ۷۰ روپے

	۹۰	۵۰	۷۰
جنید	۲۰	۲۰	۲۰
أسید	۳۰	۳۰	۳۰
الجلاء	۴۰	مصالحة	

باقی بیس روپے ورثاء میں تقسیم ہوں گے۔

تمرین ⑨

۱۔ بیوی اور چار بیٹے جبکہ ایک بیٹے نے مصالحت کر لی۔

۲۔ خاوند، ماں اور چچا جبکہ خاوند نے مصالحت کر لی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۔ خاوند ' ماں ' سگا بھائی اور سگی بہن جبکہ سگے بھائی نے مصالحت کر لی۔

۴۔ خاوند ' ماں ' سگی بہن اور سگا بھائی جبکہ ماں نے مصالحت کر لی۔

۵۔ بیوی ' ماں ' بیٹی اور سگی بہن جبکہ بیوی نے مصالحت کر لی۔

سوالات

۱۔ تاصیل (اصل نکالنے) کا مفہوم کیا ہے؟

۲۔ قرآن مجید میں مذکورہ فروض کتنے ہیں اور کتنے طائفوں میں منقسم ہیں؟

۳۔ تمام فروض سے حاصل ہونے والے کل اصول کون کون سے ہیں؟

۴۔ اصول کی تعداد بتائیے؟

۵۔ جب کسی مسئلہ میں ایک ہی فرض کا اصل مطلوب ہو تو کیا قاعدہ ہے؟

۶۔ جب ثلثان اور ثلث جمع ہوں تو اصل مسئلہ کیا ہو گا۔

۷۔ جب نصف اور ربع اور سدس جمع ہوں تو اصل مسئلہ کیا ہو گا؟

۸۔ ایسی مثال پیش کیجئے جس میں ثلث اور سدس لینے والے جمع ہوں۔

۹۔ ایسی مثال پیش کریں کہ مسئلہ میں نصف ' ثلثان ' ثلث اور سدس لینے والے موجود ہوں؟

۱۰۔ جب کسی مسئلہ میں ربع ' ثلث اور سدس جمع ہو جائیں تو اصل مسئلہ کیا ہو گا؟

۱۱۔ کیا کسی مسئلہ میں ربع اور ثمن جمع ہو سکتے ہیں؟

۱۲۔ کسی مسئلہ میں نصف دو مرتبہ آ جائے تو اصل مسئلہ کیا ہو گا؟

۱۳۔ عول کا لغوی اور اصطلاحی مفہوم بتائیے؟

۱۴۔ کتنے اور کون سے اصول میں عول ہوتا ہے؟

۱۵۔ چھ میں عول کس عدد تک ہوتا ہے؟

۱۶۔ بارہ میں عول کہاں تک ہوتا ہے؟

۱۷۔ چوبیس میں عول کہاں تک ہوتا ہے؟

۱۸۔ مسئلہ عائلہ کی تعریف کریں؟

۱۹۔ مسئلہ عادلہ کی تعریف کیجئے؟

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۰۔ مسئلہ ردّیہ کی تعریف کیا ہے؟

۲۱۔ عول کے بارے میں پہلا فیصلہ کس نے دیا؟

۲۲۔ عول کے مسئلہ میں جمہور صحابہ کی مخالفت کس نے کی؟

۲۳۔ مسئلہ منبریّہ کی وجہ تسمیہ کیا ہے؟

۲۴۔ مسئلہ منبریّہ کے ارکان (ورثاء) بتائیں؟

۲۵۔ مسئلہ منبریّہ کا اصل عدد اور عول کا عدد کونسا ہے؟

۲۶۔ عصبہ کی موجودگی میں عول ممکن ہے۔

۲۷۔ تخارج کا لغوی اور اصطلاحی مفہوم بیان کریں۔

۲۸۔ صورت مسئلہ میں مصالح کو اوّلاً شامل کیوں کیا جاتا ہے؟

۲۹۔ مسئلہ تخارج کی دلیل کیا ہے؟

۳۰۔ جب ترکہ قرضہ سے کم ہو تو کیا تخارج جائز ہے؟

۳۱۔ کیا قرض خواہوں میں تخارج ممکن ہے؟

قاعدہ: باقی ماندہ ورثاء کے سہام کو جمع کرکے تخارج والے وارث کے سہام کو حاصل جمع پر تقسیم کریں پھر حاصل تقسیم کو ہر وارث کے سہام سے ضرب دیں جو حاصل ضرب ہر وارث کا حصہ ہوگا۔ عدنان

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مناسخہ کا بیان

لغوی اور اصطلاحی معنی

مناسخہ نسخ سے ماخوذ ہے جس کا لغوی معنی ازالہ تغییر اور نقل ہے۔ علم فرائض کی اصطلاح میں مفہوم یہ ہے کہ تقسیم ترکہ سے قبل میت اول کا کوئی (ایک یا زیادہ) وارث فوت ہو جائے (اور اس کے حصہ کے مستحق اس کے وارث بن جائیں) اس مسئلہ کو مناسخہ اس لئے کہتے ہیں کہ جس عدد سے میت اول کے مسئلہ کی تصحیح ہوئی تھی اب وہ عدد میت ثانی کی وجہ سے تبدیل ہو گیا ہے یا وجہ تسمیہ یہ ہے کہ مسئلہ میں ایک وارث کا مال دوسرے وارث کی طرف منتقل ہو گیا ہے۔

جان لیجئے! مسئلہ مناسخہ عمل میں لانا اور اسے مکمل کرنا علم فرائض کی ایک مشکل چوٹی ہے اور قدر و مرتبہ کے لحاظ سے نہایت بلند و بالا ہے۔ اور اہل علم میں اس کا تذکرہ مشہور و معروف ہے اور مسلکاً بہت گہرا ہے۔ نیز اسرار و رموز کے اعتبار سے بہت دقیق و عمیق ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس مسئلہ کی گتھیوں کو سلجھانے اور اس کی مشکلات کی تحلیل کے لئے کمربستہ ہونے اور خوب محنت کرنے کی ضرورت ہے۔

مزید وضاحت

مسائل مناسخہ کی تین حالتیں ہیں جو درج ذیل ہیں۔

پہلی حالت: جب میت ثانی کے ورثاء میت اول کے ہی وارث ہوں نیز ورثہ لینے کی جہت ایک ہی ہو (مثلاً صرف عصبہ ہوں یا اصحاب الفروض ہوں) تب بعد والی میت ثانی سے صرفِ نظر کر کے صرف میت اول کا ہی اعتبار و لحاظ کریں گے اور ترکہ کی تقسیم بغیر تکرار کے ایک ہی مرتبہ ہو گی۔ اس حالت کو اختصار المسائل کہا جاتا ہے۔

مثال نمبر۱: ایک شخص پانچ بیٹے چھوڑ کر مر گیا پھر تقسیم ترکہ سے قبل بڑے بیٹے کا بھی انتقال ہو گیا پس ترکہ باقی چار بیٹوں کے درمیان تقسیم ہو گا اور فوت شدہ بیٹے کا اعتبار و شمار نہ ہو گا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حل

	۴
بیٹا	۱
بیٹا	۱
بیٹا	۱
بیٹا	۱

مثال نمبر۲: زفر اپنی بیوی' بیٹا اور بیٹی کو چھوڑ کر مرا تقسیمِ ترکہ سے قبل اس کی بیوی یہی بیٹا اور بیٹی چھوڑ کر مر گئی۔ پس یہ مسئلہ بیٹا اور بیٹی سے بنے گا اور بعد میں مرنے والی اس بیوی کا کوئی شمار نہ ہو گا۔

حل

	۳
بیٹا	۲
بیٹی	۱

دوسری حالت: ایک میت کے ورثاء کسی دوسری میت کے وارث نہ ہوں۔

تیسری حالت

میت ثانی کے ورثاء میت اول کے ہی بقیہ وارث ہوں لیکن تقسیمِ میراث مختلف ہو۔ یا ان کے ساتھ ان کے علاوہ وارث بھی شامل ہو جائیں۔ تو طریقہ عمل یہ ہے کہ پہلے میت اول کے مسئلہ کی تصحیح کرو اور معلوم کرو کہ اس تصحیح میں سے ہر وارث کے ہاتھ میں کیا حصہ آیا ہے۔ پھر تم میت ثانی کے مسئلہ کی تصحیح کرو اور ہر وارث کا حصہ درج کرو پھر تم تصحیح ثانی اور اس کے مابالید (جو تصحیح اول سے ملے ہیں) کے درمیان نسبت دیکھو۔ پس لازما یا تو پورے پورے تقسیم ہو جائیں گے یا نسبت تباین ہو گی یا توافق۔ اگر پورے پورے تقسیم ہو جائیں تو مزید کسی عملِ ضرب کی ضرورت نہیں اور تصحیح اول سے ہی دونوں مسئلے مکمل ہو جائیں گے۔ اگر نسبت تباین ہو تو میت ثانی کی تصحیح کل عدد کو تصحیح اول میں ضرب

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دو گے۔ حاصل ضرب دونوں مسئلوں کی مجموعی تصحیح ہے اب طریقہ تقسیم یہ ہے کہ جس کو میت اول سے جو سہام ملے ہیں انہیں تصحیح ثانی کے عدد سے ضرب دیں اور جس کو میت ثانی سے جو سہام ملے ہیں انہیں مابالید سے ضرب دیں۔ حاصل ضرب اس وارث کا حصہ ہو گا۔ اگر نسبت توافق ہو تو میت ثانی کی تصحیح کے وفق کو تصحیح اول میں ضرب دو۔ حاصل ضرب دونوں مسئلوں کی مجموعی تصحیح ہے۔ اب طریقہ تقسیم یہ ہے کہ جس کو میت اول سے جو سہام ملے ہیں انہیں تصحیح ثانی کے وفق سے ضرب دیں اور جس کو میت ثانی سے جو سہام ملے ہیں انہیں مابالید کے وفق سے ضرب دیں۔ حاصل ضرب اس وارث کا حصہ ہو گا۔ اگر کوئی تیسرا، چوتھا یا زیادہ افراد (یکے بعد دیگرے) فوت ہو جائیں تو دوسری تصحیح پہلی تصحیح کی اور تیسری تصحیح دوسری کی جگہ لے گی اور ایسے ہی چوتھی تیسری کے قائم مقام ہو گی (الی آخرہ) ——— مثلاً کسی نے تین بیٹے چھوڑے لیکن تقسیم ترکہ سے قبل بڑا بیٹا دو لڑکے چھوڑ کر مر گیا اور درمیانہ تین لڑکے جبکہ چھوٹا چار بیٹے چھوڑ کر مرا۔

جزء السهم : ۲ : ۳ : ۲

دوسری حالت کی مثالیں

	۳	٦	۱۸	۳٦	تصحیح
(أكبر) بیٹا	۱				
(أوسط) بیٹا	۱	۲			
(أصغر) بیٹا	۱	۲	۹		

مات الأكبر عن :	۲	۱			بيده
بیٹا	۱	۱	۳	٦	
بیٹا	۱	۱	۳	٦	

مات الأوسط عن :	۳	۲		بيده
بیٹا	۱	۲	۴	
بیٹا	۱	۲	۴	
بیٹا	۱	۲	۴	

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲ وفق : ۳

مات الأصغر عن	۴	۶	بیدہ
بیٹا	۱	۳	
بیٹا	۱	۳	
بیٹا	۱	۳	
بیٹا	۱	۳	

مثال نمبر۲

ایک شخص بیوی اور تین علاتی بھائی چھوڑ کر مرا لیکن تقسیمِ ترکہ سے پہلے بڑا بھائی دو بیٹے چھوڑ کر مرگیا جبکہ درمیانہ بھائی بیوی اور تین بیٹے اور ایک بیٹی چھوڑ کر جہان فانی سے رخصت ہوا اور سب سے چھوٹا بھی دو بیویاں اور دو بیٹے چھوڑ کر چل بسا۔

الحل : جزء السہم : ۲ : ۲

	۴	۸	۳۲	۶۴	تصحیح
بیوی	۱	۲	۸	۱۶	
❑ علاتی بھائی	۱				
❑ علاتی بھائی	۱	۲			
❑ علاتی بھائی	۱	۲	۸		

مات الأکبر عن :	۲	۱	۸		بیدہ
بیٹا	۱	۱	۴	۸	
بیٹا	۱	۱	۴	۸	

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مات الأوسط عن :

	۴	۱	.
	۸	۲	بیدہ
بیوی	۱	۱	۳
بیٹا	۲	۲	۴
بیٹا	۲	۲	۴
بیٹا	۲	۲	۴
بیٹی	۱	۱	۲

مات الأصغر عن : جزء السهم : ۲

	۸	۱۶	۸ بیدہ
۲ بیویاں	۱	۲	۲
۲ بیٹے	۷	۱۴	۱۴

تنبیہات

۱۔ گذشتہ بحث سے معلوم ہو چکا ہے کہ اس حالت کی دو شرطیں ہیں۔

الف۔ میت اول کے بعد فوت ہونے والے میت اول کے ہی وارث ہوں۔

ب۔ وہ ایک دوسرے کے وارث نہ ہوں۔ اگر یہ شرط بھی مفقود ہو تو تمہیں تیسری حالت اختیار کرنا ہوگی۔

۲۔ اس حالت کو اختصار العمل کہتے ہیں کیونکہ جامعہ واحدہ یعنی ایک ہی عدد تصحیح سے مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔ اس طرح تیسری حالت (آنی والی) کا بھی یہی نام ہے۔

۳۔ علامت ◠ علامتِ موت ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسری حالت کی مثالیں

پورے پورے سہام تقسیم ہونے کی مثال

ایک شخص فوت ہوا اور بیوی ' بیٹی اور سگا بھائی چھوڑ گیا۔ (تقسیم ترکہ سے پہلے) بیٹی بھی فوت ہو گئی اس نے خاوند اور چچا (سابق) چھوڑا مسئلہ بناؤ۔

حل

میت اول

مسئلہ	۸
بیوی	۱
بیٹی	۴
بھائی	۳

میت ثانی

	۲	۴ وفق
مابیدھا	۲	۴
خاوند	۱	۲
چچا	۱	۲

نسبت توافق کی مثال

ایک عورت کا جب انتقال ہوا تو خاوند ' بیٹی اور بھائی تھا۔ پھر یہی بیٹی تقسیم ترکہ سے قبل باپ (سابق) اور ایک بیٹا چھوڑ کر مر گئی۔ اب صورت مسئلہ واضح کیجئے۔

حل

میت اول

جزء السہم ۳

مسئلہ	۴	۱۲
خاوند	۱	۳
بیٹی	۲	
بھائی	۱	۳

میت ثانی (بیٹی)

وفق : ۳ : ۱

	۶	۲
ما بیدھا	۶	۲
باپ	۱	۱
بیٹا	۵	۵

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نسبت تباین کی مثال

ایک شخص فوت ہوا تو اس کے ورثاء ماں ' علاتی بہن اور چچا تھے۔ قبل از تقسیم ترکہ علاتی بہن خاوند اور وہی چچا (سابق) چھوڑ کر مرگئی بتائیے ہر ایک کو کیا ملا۔

میت اول

جزء السہم : ۲

	٦	١٢
ماں	٢	٤
علاتی بہن	٣	
چچا	١	٢

میت ثانی (علاتی بہن)

	٢	٣ ما بیدھا
خاوند	١	٣
چچا	١	٣

مثال نمبر۲ : ایک شخص بیوی ' بیٹی ' ماں اور سگی بہن چھوڑ کر مرا۔ تقسیم ترکہ سے قبل بیوی بھی خاوند ' بیٹا اور بیٹی (مذکورہ) چھوڑ کر مرگئی۔ پھر سگی بہن کا بھی انتقال ہو گیا اس کے ورثاء خاوند ' ماں(مذکورہ)اور ایک بیٹا ہیں۔ ہر وارث کو کیا کچھ ملا؟

میت اول

جزء السہم :۴۸ ثم : ۳

	٢٤	٩٦	٢٨٨
بیوی (زینب)	٣		
بیٹی (کلثوم)	١٢	٤٨	١٤٤
ماں (فاطمہ)	٤	١٦	٤٨
بہن (زنیرہ)	٥	٢٠	

میت ثانی (زینب)

	٤	بالیہ ٣	
خاوند (ذکریا)	١	٣	٩
بیٹا (سلیم)	٢	٦	١٨
بیٹی (کلثوم)	١	٣	٩

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میت ثالث (زنیرہ)

۳ : ۵

	۱۲	۲۰
خاوند (بشیر)	۳	۱۵
ماں (فاطمہ)	۲	۱۰
بیٹا (نذیر)	۷	۳۵

الاحیاء

المبلغ	۲۸۸	
کلثوم	۱۵۳	= ۹ + ۱۴۴
فاطمۃ	۸	= ۱۰ + ۴۸
ذکریا	۹	
سلیم	۱۸	
بشیر	۱۵	
نذیر	۳۵	

تمرین

مسائل حل کیجئے

۱۔ وہ ماں، بیٹی اور بیٹا چھوڑ کر مرا پھر تقسیمِ ترکہ سے قبل بیٹی اپنے خاوند اور دادی مذکورہ اور بھائی مذکور چھوڑ کر مرگئی۔

۲۔ وہ انتقال کر گئی تو ورثا خاوند، بیٹی اور ماں تینوں تھے۔ تقسیم سے قبل خاوند اپنی بیوی اور ماں باپ چھوڑ کر مر گیا پھر بیٹی اپنے دو بیٹے او ایک بیٹی اور نانی مذکورہ کو چھوڑ کر مر گئی پھر نانی اپنے خاوند اور دو بھائی چھوڑ کر مرگئی۔

۳۔ ایک شخص تین بیٹے چھوڑ کر وفات پا گیا۔ تقسیم ترکہ سے قبل بڑا بیٹا بیوی، بیٹی اور بیٹا چھوڑ کر انتقال کر گیا پھر درمیانہ دو بیویاں اور بیٹا بیٹی چھوڑ کر چل بسا۔ معابعد سب سے چھوٹا تین بیٹیاں اور دو بیٹے چھوڑ کر جہان فانی سے رخصت ہوا۔

۴۔ وہ آٹھ بیٹے چھوڑ کر وفات پا گیا لیکن تقسیم ترکہ سے قبل چار بیٹے یکے بعد دیگرے انتقال کر گئے اور ان میں سے باقی چار رہ گئے۔

۵۔ وہ دو بیٹیاں اور ایک سگی بہن چھوڑ کر ہلاک ہو گیا پھر تقسیمِ ترکہ سے پہلے ہی بڑی بیٹی مر گئی اور وہ خاوند اور ماں اور بیٹی چھوڑ گئی۔ تصحیح کیجئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذوی الارحام کی بحث

لغوی اور اصطلاحی مفہوم

ارحام جمع ہے رحم کی۔ لغت عرب میں ماں کے پیٹ میں بچے کی جائے پیدائش کو رحم کہتے ہیں۔ بعد ازیں مطلق قرابت کو بھی رحم کا نام دے دیا گیا کیونکہ رحم اس کا سبب ہے۔ جیساکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے **مَنْ اَحَبَّ اَنْ یُّبْسَطَ لَهٗ فِیْ رِزْقِهٖ وَیُنْسَاَلَهٗ فِیْ اَثَرِهٖ فَلْیَصِلْ رَحِمَهٗ** یعنی جسے پسند ہو کہ اس کا رزق فراخ کیا جائے اور عمر میں درازی ہو تو وہ صلہ رحمی کرے (متفق علیہ) اس طرح "ذو رحم" کا اطلاق لغت شرع میں مطلق قرابت اور رشتہ داری پر ہوتا ہے۔ چاہے وہ صاحب فرض ہو یا عصبہ یا ذی رحم جیساکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے **وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ** (النساء) اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے **فَهَلْ عَسَیْتُمْ اِنْ تَوَلَّیْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَكُمْ** (محمد) اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے **وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ** (انفال)

فرضیوں کی اصطلاح میں ذو رحم ہر وہ رشتہ دار ہے جو نہ صاحب فرض ہو اور نہ عصبہ ہو۔

ذوی الارحام کو وارث بنانے میں اختلاف

فقہاء صحابہ اور دیگر اہل علم کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ کیا ذوی الارحام وارث ہوں گے یا نہیں۔ اس مسئلہ میں اہل علم کے دو فریق ہیں۔

فریق اول

خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق اور خلیفہ ثالث حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما اس طرف گئے ہیں کہ ذوی الارحام وارث نہیں ہیں ———— حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے ان حضرات کی ہی پیروی کی ہے۔ اور تابعین میں سے سعید بن مسیبؒ اور سعید بن جبیرؒ کا بھی یہی مسلک ہے۔ چنانچہ ان حضرات کے نزدیک

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب کسی میت کے اصحاب الفروض اور عصبات نہ ہوں گے تو مال بیت المال میں رکھ لیا جائے گا اگرچہ ذوی الارحام موجود ہوں کیونکہ میراث میں ان کا کوئی حصہ نہیں ہے۔ ائمہ دین کی ایک جماعت نے بھی اسی رائے کو اختیار کیا ہے ان میں سے مالک شافعی اوزاعی اور داؤد ظاہری رحمہم اللہ بھی شامل ہیں۔ اس فریق کے پاس درج ذیل دلائل ہیں۔

اولاً یہ کہ حقِ میراث نص سے ثابت ہوتا ہے جبکہ ذوی الارحام کے حق میں کوئی نص نہیں اور یہ بھی ناممکن ہے کہ رب تعالیٰ بھول گیا ہو۔ **ثانیاً** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں نے اللہ تعالیٰ سے پھوپھی اور خالہ کی میراث کا پوچھا تو مجھے رازونیاز سے بتایا گیا کہ ان کا میراث میں کوئی حصہ نہیں۔ (مراسیل ابی داؤد) اس روائت کی بنا پر یہ درست نہیں کہ ہم پھوپھی اور خالہ کو تو محروم کر دیں اور بقیہ ذوی الارحام کو حصہ دیں کیونکہ یہ ترجیح بلا مرجح ہوگی جو باطل ہے۔ **ثالثاً** مصلحت عامہ مقدم ہوتی ہے مصلحت خاصہ پر پس اس قاعدہ کی بنیاد پر بیت المال (مصلحت عامہ کی وجہ سے) ذوی الارحام (مصلحت خاصہ) سے زیادہ حق دار اور اولیٰ ہے۔

فریق ثانی

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اکثریت ذوی الارحام کو وارث قرار دینے کے حق میں ہے۔ ان میں سے حضرات عمر بن خطاب' علی بن ابی طالب' عبداللہ بن مسعود' ابوعبیدہ بن جراح' معاذ بن جبل' ابودرداء اور ابن عباس رضی اللہ عنہم معروف ہیں۔ قاضی شریح' عمر بن عبدالعزیز' عطاء' طاؤس' علقمہ' ابن سیرین' مجاہد' ابوحنیفہ' اور ان کے رفقاء نیز علماء و فقہاء کی ایک کثیر تعداد (رحم اللہ علیہم اجمعین) کا یہی مسلک و مذہب ہے۔ حتیٰ کہ تیسری صدی ہجری سے لے کر آج تک بیت المال کا انتظام نہ ہونے اور حکام و سلاطین کے ظلم و ستم کرنے کی وجہ سے مذاہب اربعہ کا اس پر اتفاق ہو گیا ہے۔

نقلی اور عقلی دلائل

۱۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے **وَأُولُوا الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ** اس آیت میں اولوا الارحام کا کلمہ عام ہے یعنی ہر قسم کے اعزہ و اقارب کو

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشتمل ہے۔ خواہ وہ اصحاب الفرائض ہوں یا عصبات یا ان کے علاوہ جن کو علم میراث کی اصطلاح میں ذوی الارحام کہا گیا ہے۔ ایک دوسرے مقام پر ارشاد ربانی ہے **لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا (النساء)** اس بات میں کوئی شبہ و شک نہیں کہ ذوی الارحام بھی اصحاب الفرائض اور عصبات کی طرح اقارب میں داخل و شامل ہیں۔

۲۔ احادیث نبویہ میں سے حضرت ابو امامہ بن سہل بن حنیف کی حدیث ہے کہ ایک آدمی نے کسی کو تیر مار کر قتل کر دیا۔ مقتول کا اس کے ماموں کے علاوہ اور کوئی وارث نہ تھا۔ چنانچہ حضرت ابوعبیدہؓ بن جراح نے حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو لکھ کر مسئلہ دریافت کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواباً لکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ماموں وارث ہے جس کا (اصحاب الفرائض یا عصبات میں سے) کوئی وارث نہ ہو (ابوداؤد و ترمذی)۔ حضرت واسع بن حبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ثابت بن دحداح رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ کیا اس کا (اصحاب الفرائض اور عصبات میں سے کوئی وارث ہے؟ صحابہ کرام نے جب کسی وارث کو نہ پایا تو آپ نے اس کی میراث ان کے بھانجے حضرت ابولبابہ بن عبدالمنذر کو دے دی اور فرمایا بھانجا ان (کے اقارب) میں ہے (بخاری)۔ باقی رہی فریق اول کی وہ دلیل مذکور کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اللہ تعالیٰ سے پھوپھی اور خالہ کی میراث کا پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے ازراہ رازونیاز بتایا کہ ان کا کوئی حصہ نہیں تو اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ اوّلاً یہ روایت پایہ ثبوت کو نہیں پہنچی۔ اور اگر ثابت ہو بھی جائے تو اس کا مفہوم (دیگر شواہد کی روشنی میں) یہ ہے کہ اصحاب الفرائض اور عصبات کی موجودگی میں ان کا کوئی حصہ نہیں۔ (واللہ اعلم بالصواب)

عقلی دلائل

ذوی الارحام بیت المال سے زیادہ حق دار ہیں کیونکہ ان کا میت کے ساتھ دو جہتوں سے تعلق ہے یعنی قرابت رحمیہ اور ازروئے اسلام۔ جبکہ بیت المال کا میت

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے صرف ایک جہت یعنی ازروئے اسلام تعلق ہے اور قاعدہ مشہورہ ہے کہ جس کا تعلق میت سے دو جہتوں سے ہو وہ ایک جہت والے سے زیادہ قوی اور حق دار ہے۔ پس اس قاعدہ کی روشنی میں اقوی یعنی ذورحم زیادہ حق دار ہے غیر اقوی یعنی بیت المال سے جیسا کہ عینی بھائی دو جہتوں کی وجہ سے علاتی بھائی سے زیادہ حق دار ہے۔

بلاشک و شبہ ذوی الارحام کو وارث قرار دینے والوں کا مسلک دلائل کے لحاظ سے قوی تر اور صحت کے اعتبار سے اظہر من الشمس ہے اور بیان کے طریق سے زیادہ واضح ہے۔ نیز ان حضرات کی رائے اقرب الی الحق ہے اور اس رائے پر عمل میں ان اقارب کے درمیان صلہ رحمی کا لحاظ اور رعائت ہے جنہیں قرابت نسبیہ جمع کرتی ہے۔

ذوی الارحام کے وارث بننے کی شرائط

ذوی الارحام دو شرطوں کی موجودگی میں وارث قرار پاتے ہیں۔ پہلی یہ کہ خاوند و بیوی کے علاوہ کوئی صاحب فرض نہ ہو۔ کیونکہ صاحب فرض اپنا مقررہ حصہ لے کر بطور رد باقی مال بھی لے لیتا ہے۔ دوسری شرط یہ کہ کوئی عصبہ وارث نہ ہو۔

کیفیت توریث میں اختلاف

جان لیجئے! کہ ذوی الارحام کو وارث بنانے کے قائلین نے آپس میں طریقہ تقسیم میں اختلاف کیا ہے چنانچہ اس بارے میں اہل علم کے تین فریق ہیں۔ تفصیل درج ذیل ہے۔

فریق اول (اهل رحم)

یہ حضرات ذوی الارحام میں ترکہ کو برابر برابر تقسیم کرنے کے حق میں ہیں یعنی ذوی الارحام کے درمیان مذکر و مونث۔ درجہ کے قرب و بعد اور قرابت میں قوت و ضعف کے فرق کا لحاظ نہیں کرتے۔ پس ان کے نزدیک ہر ذی رحم ترکہ سے برابر برابر حصہ لے گا۔ کیونکہ ان کے حقِ وراثت کا سبب ایک ہے جو قرابتِ رحم ہے۔ مثلاً ایک شخص فوت ہوا اس کے ورثا یہ ہیں نواسا ' نواسی ' ماموں ' پھوپھی ' بھانجا اور بھانجی تو ان کا مسئلہ چھ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے ہو گا اور ہر ایک کو ایک ایک سہم ملے گا۔ اس مذہب کے اصحاب کو اہل رحم اس لئے کہتے ہیں کہ یہ ذوی الارحام کے درمیان تقسیمِ ترکہ میں کوئی امتیاز اور فرق نہیں کرتے بلکہ سب کو قرابت رحمیہ کے سبب سے یکساں حصہ دینے کے حق میں ہیں۔ واضح رہے یہ مذہب شاذ، متروک اور غیر قوی ہے کیونکہ اس کے قائلین نے اپنے اس مذہب کی بنیاد علم میراث کے اصول علمیہ اور فوائد معروفہ پر نہیں رکھی۔ اس مذہب کے پیشوا نوح بن دارج اور حسین بن بشر ہیں۔

فریق ثانی (اہلِ قرابت)

یہ حضرات ذوی الارحام کو وارث بناتے وقت اوّلاً قرب درجہ اور ثانیاً قوتِ قرابت کا اعتبار کرتے ہیں۔ نیز عصبات کی طرح مذکر کو مونث سے دوگنا دینے کے قائل ہیں۔ اس مذہب کے قائلین کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ یہ اصحاب، قرب درجہ اور قوتِ قرابت پر اعتماد کرتے ہیں۔ اس مذہب کے سرکردہ حضرات حضرت علیؓ اور حضرت ابوحنیفہؒ اور ابو یوسفؒ ہیں۔

مثال نمبر۱ ورثاء، بیوی، نواسی، نواسی کا بیٹا۔ مثال نمبر۲ نواسا اور نواسی

حل۔ (۱)

	۴
بیوی	۱
نواسی	۳
نواسی کا بیٹا	محروم

	۳
نواسا	۲
نواسی	۱

فریق ثالث (اہل تنزیل)

اہل تنزیل کے نزدیک ذوی الارحام خود بلاواسطہ وارث نہیں ہوتے۔ یہ حضرات

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذوی الارحام کو ان اصحاب الفرائض اور عصبات کے قائم مقام اور جگہ پر رکھتے ہیں جن کے واسطہ سے ان کا میت سے رشتہ داری اور قرابت ہے اور پھر انہیں والا حصہ دیتے ہیں۔ مثلاً ان کے نزدیک بیٹیوں کی اولاد نیچے تک بیٹیوں کے قائم مقام ہو گی۔ بہنوں کی اولاد بہنوں کے منزلہ میں ہو گی۔ اخیافی چچا اور پھوپھیاں باپ کا حصہ لیں گی۔ اس طرح ماموں' خالائیں ماں والا حصہ وصول کریں گی۔ **عَلٰی ھٰذَا الْقِیَاسِ** اگر ورثاء (ذوی الارحام) میں سے کسی کا اصل کسی دوسرے شخص کی وجہ سے محروم ہو تو اس کی فرع (ذی رحم) بھی محروم ہو گی۔

بعض صحابہ کرام مثلاً حضرت عمر بن خطاب اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما کا یہی مذہب ہے۔ علقمہ مسروق' شعبی اور حسن رحمہم اللہ نے انہیں حضرات کی پیروی کی ہے۔ اہل حدیث' ائمہ ثلاثہ مالک' احمد' شافعی' محمد بن حسن شیبانی رحمہم اللہ نے بھی اس مسلک کو اختیار کیا ہے۔ واضح رہے اس مسلک کے قائلین کو اہل تنزیل اس لیے کہتے ہیں کہ یہ حضرات ذوی الارحام کو حصہ دیتے وقت ان اصحاب الفرائض اور عصبات کی جگہ پر اتارتے ہیں جن کے واسطہ سے ان کا میت سے رشتہ اور قرابت ہے۔

اھل تنزیل کے دلائل

ان حضرات نے اپنے مسلک کی تائید و ترجیح کے حق میں حضرت حسن کی وہ روائت پیش کی ہے جو انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ حضرت عمرؓ نے پھوپھی اور خالہ میں یوں فیصلہ فرمایا کہ پھوپھی کو (باپ کا حصہ) دو تہائی اور خالہ کو (ماں کا حصہ) ایک تہائی دیا۔ اس کے علاوہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اس فتویٰ کو بھی دلیل بنایا ہے جس میں انہوں نے فرمایا کہ پھوپھی باپ کے اور خالہ

---

(۱) دلا (ا) بیٹیوں کی اولاد اور پوتیوں کی اولاد اپنی ماں کے قائم مقام ہوں گی۔

(ب) اخیافی چچا اور تمام پھوپھیاں میت کے باپ کے قائم مقام ہوں گی۔

(ج) ماموں' خالہ اور نانا (اور جو بھی نانا کے واسطہ سے تعلق رکھے) سب میت کی ماں کے قائم مقام ہوں گے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ماں کے مرتبہ میں ہے ' بھتیجی بھائی کے قائم مقام ہے اور ہر ذی رحم اپنے اس قریبی (اصحاب الفرائض اور عصبات) کے قائم مقام ہے جس کے واسطہ سے وہ وارث ہے بشرطیکہ کوئی ذی قرابت یعنی صاحب فرض اور عصبہ نہ ہو۔

ان دلائل کے علاوہ اس مسلک میں ان نصوص عامہ پر بھی اعتماد کیا گیا ہے جن میں تعیین و مقدار کا بیان اور وضاحت نہیں ہے تو گویا ان کو انہیں اصولوں (اصحاب الفرائض و عصبات) کے قائم مقام قرار دینا جن کے واسطہ سے وہ میت سے رشتہ رکھتے ہیں زیادہ اولیٰ اور احق ہے۔ نیز شریعت نے اصحاب الفرائض اور عصبات کے سہام کو واضح اور نمایاں طور پر بیان کر دیا ہے تو ذوی الارحام کے سہام کو جاننے اور پہچاننے کا مناسب طریقہ صرف اور صرف یہی ہے کہ ان کے ان اصولوں (اصحاب الفرائض و عصبات) کی طرف رجوع کیا جائے جن کے واسطہ سے وہ میت سے رشتہ اور قرابت رکھتے ہیں۔ یہ مذہب تطبیق کے اعتبار سے سہل اور آسان ہے اور دلائل کے اعتبار سے قابل اعتماد ہے **وَاللّٰهُ الْمُوَفِّقُ**

☆ ذوی الارحام کی چار جہتیں ہیں جو درج ذیل ہیں۔

پہلی جہت: جو میت کی طرف منسوب ہو۔ یعنی بیٹیوں کی اولاد ' پوتیوں کی اولاد نیچے تک۔

دوسری جہت: جس کی طرف میت منسوب ہو۔ یعنی جد فاسد جیسے ماں کا باپ ' دادی کا باپ اور جدہ فاسدہ جیسے نانا کی ماں۔

= (د) علاتی ماموں اور باپ کی خالائیں اور دادی کا باپ اور جو اس کے واسطہ سے ہو وہ دادی کے قائم مقام ہے۔

(ھ) اخیافی ماموں اور ماں کی خالائیں اور نانی کا باپ اور جو اس کے واسطہ سے ہو وہ نانی کے قائم مقام ہے۔

(و) بھتیجیاں اور بھتیجوں کی بیٹیاں اپنے باپ کے قائم مقام ہوں گی اور اخیافی بھائیوں کی اولاد اپنے باپ کے اور بہنوں کی اولاد بہنوں کے قائم مقام ہوں گی۔

(ز) چچا کی بیٹیاں اور ان کے بیٹوں کی بیٹیاں اپنے باپ کے قائم مقام ہوں گی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسری جہت : جو میت کے والدین کی طرف منسوب ہو جو یہ ہیں۔ مطلق بہنوں کی اولاد ' عینی و علاتی بھائیوں کی بیٹیاں اور ان کے بیٹوں کی بیٹیاں اور اخیافی بھائیوں کی مطلق اولاد۔

چوتھی جہت : جو میت کے دادا ' نانا یا دادی و نانی کی طرف منسوب ہو۔ وہ یہ ہیں ہر قسم کی پھوپھیاں ' اخیافی چچے اور ماموں ' خالائیں۔

تنبیہ : یہ تمام کے تمام مذکور ورثاء اور ان کے علاوہ جو ان کے واسطہ سے میت سے قرابت رکھے وہ ذوی الارحام میں شمار ہو گا۔

کیفیت توریث

۱۔ اگر ذی رحم اکیلا وارث ہو تو وہ تمام ترکہ لے لے گا۔ کیونکہ اس کے ساتھ کوئی دوسرا مقابل و شریک نہیں ہے۔

۲۔ اگر ذوی الارحام کی ایک جماعت ایک ہی وارث کے واسطہ سے میت سے قرابت رکھے اور ان کا درجہ وجہت بھی ایک ہو تب ان میں مال برابر برابر تقسیم کیا جائے گا۔ لیکن مذکر و مونث کی صورت میں للذکر مثل حظ الانثیین کے مطابق تقسیم کریں گے مثلاً تین نواسیاں یا تین نواسے ہوں تو دونوں صورتوں میں مسئلوں کا اصل تین ہو گا۔

۳۔ جب ان کے (میت سے قرابت کے) واسطے مختلف ہوں تو پہلے واسطوں کو میت تصور کرو اور مال ان کے درجات کے حساب سے ذوی الارحام پر تقسیم کر دو مثلاً کسی کی تین مختلف خالائیں یا تین مختلف ماموں ہوں تو صورت مسئلہ یہ ہو گی۔

حل

اصل مسئلہ : ٦ ورد : ٥

	٦	٥
عینی خالہ (عینی بہن)	٣	٣
علاتی خالہ (علاتی بہن)	١	١
اخیافی خالہ (اخیافی بہن)	١	١

	٦
	١
عینی ماموں (عینی بھائی)	٥
علاتی ماموں (علاتی بھائی)	محروم

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نوٹ : اگر خالہ اور ماموں کے ساتھ نانا ہو تو وہ ان سب کو محروم کر دے گا۔ کیونکہ باپ ہر قسم کے بھائیوں کو محروم کر دیتا ہے۔

۴۔ اگر ذوی الارحام کی جماعت ' ایک جماعت (مختلف افراد) کے واسطہ سے میت سے قرابت رکھتی ہو تو مال اول مدلی بہ (واسطہ یعنی صاحب فرض یا عصبہ) کے درمیان تقسیم ہو گا بعد ازیں ہر ایک کے ذی رحم کو وہ حصہ مل جائے گا اور اگر کوئی واسطہ کسی کی وجہ سے محروم ہو گا تو اس کا ذی رحم وارث بھی محروم ہو گا مثلاً کوئی شخص بیٹی کی بیٹی اور پوتی کی بیٹی چھوڑ کر مر گیا تو تقسیم یوں ہو گی۔

أصل المسألة : ٦ وترد إلى : ۴

	٦	۴
بیٹی کی بیٹی (بیٹی)	۳	۳
پوتی کی بیٹی (پوتی)	۱	۱

۵۔ جب ذوی الارحام کے ساتھ خاوند یا بیوی میں سے بھی کوئی ہو تو وہ اپنا کامل حصہ لے گا اور باقی ترکہ ذوی الارحام کو قواعد مذکورہ کے مطابق ملے گا مثلاً کوئی شخص بیوی اور تین نواسے چھوڑ کر مرا تو اصل مسئلہ چار ہو گا اور ہر ایک کو ایک ایک سہم مل جائے گا۔

	۴
بیوی	۱
نواسا	۱
نواسا	۱
نواسا	۱

۶۔ اگر کوئی ذی رحم میت سے دو جہتوں سے قرابت رکھتا ہو تو وہ دونوں جہتوں سے وارث ہو گا۔ مثلاً ایک شخص میت کی نواسی کا بیٹا ہو اور یہی شخص میت کے نواسے کا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی بیٹا ہو۔ اس کے علاوہ ایک اور وارث نواسی کی بیٹی بھی ہو تو مسئلہ تین سے ہو گا۔ دو حصے دو قرابت والے کو اور ایک حصہ ایک قرابت والی کو ملے گا۔

	۳	
نواسی کا بیٹا	۱	۲
نواسے کا بیٹا	۱	
نواسی کی بیٹی	۱	

تمرین

تحریری جواب دو۔

۱۔ ماموں ، نواسی

۲۔ اخیافی بہن کی بیٹی اور اخیافی چچا

۳۔ نواسی کی بیٹی اور نواسی

۴۔ نواسی ، بھانجی اور علاتی بہن کا بیٹا

۵۔ خاوند ، پوتی کی بیٹی ، نواسی کا بیٹا

۶۔ پھوپھی اور خالہ

۷۔ بھتیجی اور اخیافی بھائی کی بیٹی

۸۔ اخیافی بہن کی بیٹی ، علاتی بھائی کی بیٹی اور بھانجی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوالات

۱۔ چار نسبتیں کیا ہیں؟
۲۔ تصحیح کے کل قاعدے کتنے ہیں؟
۳۔ نسبت تماثل کیا ہے؟
۴۔ نسبت تداخل کیا ہے؟
۵۔ نسبت توافق کیا ہے؟
۶۔ نسبت تباین کیا ہے؟
۷۔ تصحیح کا اصطلاحی مفہوم کیا ہے؟
۸۔ فریق کسے کہتے ہیں؟
۹۔ قاسم کیا ہے؟
۱۰۔ وفق کیا ہے؟
۱۱۔ اعداد مثبتہ میں نسبت تماثل ہو تو کیا قاعدہ ہے؟
۱۲۔ اعداد مثبتہ متداخلہ میں کیا قاعدہ ہے؟
۱۳۔ جب کسی مسئلہ میں ثلث اور سدس جمع ہوں تو مسئلہ ردیہ کیا ہو گا؟
۱۴۔ جب کسی مسئلہ میں نصف اور سدس جمع ہوں تو مسئلہ ردیہ کتنے سے ہو گا
۱۵۔ عدد تین کی طرف رد کس کس صورت میں ہو گا؟
۱۶۔ پانچ کی طرف رد کب ہو گا؟
۱۷۔ رد کا لغوی اور اصطلاحی معنی کیا ہے؟
۱۸۔ رد کے جواز پر کیا دلیل ہے؟
۱۹۔ رد کب ہوتا ہے؟
۲۰۔ کیا ہر صاحب فرض پر رد ہوتا ہے؟
۲۱۔ کن پر رد نہیں ہوتا۔
۲۲۔ کیا خاوند یا بیوی پر رد کی کوئی صورت ہے؟
۲۳۔ عاصب کی موجودگی میں رد ممکن ہے؟

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۴۔ صرف من یرد علیہ ایک قسم کے ہوں تو رد کا کیا قاعدہ ہے؟

۲۶۔ صرف من یرد علیہ مختلف اقسام کے ہوں تو مسئلہ ردیہ کا کیا قاعدہ ہے؟

۲۷۔ احد الزوجین کی صورت میں رد کی کتنی صورتیں ہیں۔

۲۸۔ نسخ کا لغوی مفہوم کیا ہے؟

۲۹۔ اصطلاحی مفہوم کیا ہے؟

۳۰۔ مناسخہ کی کل کتنی حالتیں ہیں؟

۳۱۔ مناسخہ کی پہلی حالت میں طریقہ تقسیم کیا ہو گا؟

۳۲۔ دوسری حالت میں طریقہ تقسیم کیا ہو گا؟

۳۳۔ رحم کا کیا معنی ہے؟

۳۴۔ اصطلاحی ذو رحم کون ہے؟

۳۵۔ بزبان قرآن مجید ذو رحم کون ہے؟

۳۶۔ ان کی توریث میں علماء کا کیا اختلاف ہے؟

۳۷۔ ذوی الارحام کی توریث کے حق میں کتاب و سنت سے دلائل کیا ہیں؟

۳۸۔ ذوی الارحام کی توریث کی دو شرطیں بیان کریں؟

۳۹۔ ذوی الارحام کی توریث کے حق میں کتنے فریق ہیں؟

۴۰۔ اصل تنزیل کیا کہتے ہیں؟

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خنثیٰ مشکل کی بحث

لغوی معنی

کلمہ خُنثیٰ فُعلیٰ کے وزن پر ہے اور یہ خنث و انخناث سے ماخوذ ہے۔ جس کا معنی نرمی' ٹوٹنا اور مڑ جانا کے ہیں۔ خَنَثْتُ الشَّیْءَ فَتَخَنَّثَ کا معنی ہے کہ میں نے اسے موڑا تو وہ شئی مڑ گئی یا خَنَثَ الطَّعَامُ سے ماخوذ ہے جس کا معنی ہے کہ کھانے کا معاملہ مشتبہ ہو گیا اور اس کا ذائقہ خالص نہ رہا۔ خنثیٰ کی جمع خُناثی اور خناث ہے۔

اصطلاحی مفہوم

علم میراث کی اصطلاح میں خنثیٰ مشکل وہ ہے جس کا جسمانی معاملہ مشتبہ ہو یعنی وہ واضح نہ ہو کہ وہ مرد ہے یا عورت اور یہ تب ہو سکتا ہے جب اس کا عضو مخصوص مردانہ بھی ہو اور زنانہ بھی۔ یا ایسا ناقص اور ادھورا عضو ہو کہ کسی ایک کے بھی مشابہ نہ ہو۔ الغرض ایسی حالت کے حامل شخص کو خنثیٰ مشکل کہا جاتا ہے۔ ہاں! اگر حقیقت حال واضح ہو تو وہ خنثیٰ مشکل نہیں ہو گا۔ اس کا حکم یہ ہے کہ وہ اپنی غالب علامات کی وجہ سے مذکر یا مونث کی جنس سے ملحق ہو گا اور اپنی جنس کی میراث کا وارث قرار پائے گا۔ (۱)

---

(۱) اللہ تعالیٰ نے اولاد آدم کو مرد یا عورت پیدا کیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے **وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً** (النساء: ۱) یعنی اس نے ان دونوں (آدم و حوا) سے بہت مرد اور عورتیں پھیلائیں اور سورت شوریٰ میں یوں فرمایا **يَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ إِنَاثًا وَيَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ الذُّكُورَ** یعنی وہ جسے چاہے لڑکیاں عطا کرے اور جسے چاہے لڑکے دے دے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان دونوں میں ہر ایک کا حکم بیان فرما دیا لیکن ایسے کسی شخص کا حکم بیان نہیں کیا جو مرد بھی ہو اور عورت بھی۔ تو یہ بات اس فیصلہ کے حق میں دلیل ہے کہ یہ دونوں وصف (زنانہ و مردانہ) ایک ہی شخص میں جمع نہیں ہو سکتے اور پھر یہ کیسے ممکن ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے دونوں صنفوں میں امتیاز کی ایک=

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اھل علم کی رائے یہ ہے کہ خنثیٰ مشکل کو وارث بنانے میں فیصلہ کن صورت اس کے پیشاب کرنے کی کیفیت ہے۔ پھر انھوں نے بطور دلیل کے محمد بن علیؒ کی وہ روائت پیش کی ہے جو انھوں نے حضرت علیؓ سے بیان کی کہ ان سے ایک دفعہ پوچھا گیا کہ ایک شخص جو مردانہ اور زنانہ دونوں عضو رکھتا ہے اسے کونسی میراث دی جائے یعنی مرد کا حصہ یا عورت کا۔ تو انھوں نے جواباً فرمایا جس عضو سے وہ پیشاب کرتا ہے۔ ایسی ہی روایات حضرت عمرؓ، جابرؓ، قتادہؒ اور سعیدؒ بن مسیب سے بھی مروی ہیں (بیہقی)۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جس عضو سے اسے پیشاب آتا ہے وہی حصہ اس کی اصلیت پر دلالت کرتا ہے اور دوسرا عضو زائد اور عیب شمار ہو گا۔

کیفیتِ عمل

فقہاء و علماء نے خنثیٰ مشکل کی میراث کی کیفیتِ تقسیم میں شدید اختلاف کیا ہے۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس کے بارے میں کوئی نص صریح وارد نہیں ہوئی۔ البتہ عام صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اجمعین کے نزدیک خنثیٰ کو دونوں حصوں (مذکر و مونث) میں سے کم حصہ ملے گا کیونکہ یہ استحقاق یقینی ہے جبکہ زائد حصہ مشکوک ہے اور شک سے استحقاق ثابت نہیں ہوتا۔ واضح رہے یہ صورت تب ہو گی جب خنثیٰ مشکل ایسا ہو جس میں کسی جسمانی تبدیلی اور(۱)

= علامات اور خصوصیات رکھی ہیں جن کی وجہ سے دونوں صنفوں میں واضح تضاد نظر آتا ہے۔ مثلاً خنثیٰ مشکل کو ہی لیجئے اس کے بارے میں اگر یہ معلوم ہو کہ اس نے ذکر اور فرج دونوں اعضاء رکھتے ہوئے ذکر سے پیشاب کیا ہے یا پیشاب دونوں راستوں سے آیا لیکن ابتداءً پیشاب ذکر سے نکلا ہے یا نکلا تو دونوں راستوں سے بیک وقت لیکن ذکر سے اکثر نکلا تو وہ مرد ہے اور آلہ فرج بدن کا زائد سوراخ سمجھا جائے گا اور اگر صورت برعکس ہے تو وہ عورت ہے اور آلہ ذکر ایک زائد عضو ہے۔

(۱) مستقبل میں حقیقت حال کا کشف مختلف صورتوں سے ممکن ہے مثلاً داڑھی کا ظاہر ہونا، عورت سے جماع پر طاقت رکھنا یا پستانوں کا نمایاں ہونا حیض آنا یا پستانوں میں دودھ کا اترنا وغیرہ ذلک

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انکشاف کی امید نہ ہو۔

مثلاً ایک شخص فوت ہوا اور اس نے بیٹا ' بیٹی اور خنثیٰ مشکل (غیر مرجو) چھوڑا تو خنثیٰ کو بیٹی کے برابر حصہ ملے گا کیونکہ یہی **اَقَلُّ النَّصِیْبَیْنِ** ہے۔ اور اگر کوئی عورت خاوند ' ماں ' اخیافی بہن اور علاتی خنثیٰ مشکل چھوڑ کر مرگئی تو خنثیٰ کو علاتی بھائی کا حصہ ملے گا جو کہ **اَقَلُّ النَّصِیْبَیْنِ** ہے۔ اگر وہ ایک اعتبار سے وارث ہو اور دوسرے اعتبار سے غیر وارث ہو تو وہ غیر وارث قرار پائے گا۔

ہاں! اگر اس کی جسمانی حالت میں کسی تبدیلی اور انکشاف کی امید ہو تو اس میں حکم یہ ہے کہ ایسے خنثیٰ مرجو (قابل امید) اور اس کے ساتھ شریک ورثاء کو کم حصہ دیا جائے۔ اور باقی حصہ اس وقت تک محفوظ رہے گا جب تک اس کی جسمانی صورت حال منکشف نہ ہو جائے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ ایک مرتبہ خنثیٰ کو مذکر سمجھ کر مسئلہ بناؤ اور دوسری بار اسے مونث سمجھ کر مسئلہ بناؤ پھر دونوں مسئلوں کی تصحیحوں کے درمیان نسبت دیکھو اگر نسبت تباین ہو تو ایک تصحیح کے کل عدد کو یا نسبت توافق ہو تو اس کے وفق کو دوسری تصحیح سے ضرب دو۔ پس جو حاصل ضرب ہو وہ جامعۃ الخنثی کہلائے گا۔ پھر اس جامعہ سے ہر ایک کو کم حصہ دو اور باقی حصہ صورت حال کے واضح ہونے تک موقوف و محفوظ رکھ لو۔ مثلاً کوئی شخص بیٹا ' بیٹی اور خنثیٰ (مرجو) چھوڑ کر مرا تو صورت مسئلہ یہ ہو گی۔

جامعۃ الخنثی: ۲۰

مسئلہ مذکر		مسئلہ مونث	
	۵		۴
بیٹا	۲	بیٹا	۲
بیٹی	۱	بیٹی	۱
خنثی مذکر	۲	خنثیٰ (مونث)	۱

مسئلہ مذکر میں بیٹے کو دو ملے اور بیٹی کو ایک جبکہ خنثیٰ کو دو ملے اور مسئلہ مونث میں بیٹے کو دو اور بیٹی کو ایک اور خنثیٰ کو بھی ایک حصہ ملا۔ دونوں مسئلوں کے درمیان نسبت تباین ہے تو ایک کو دوسرے مسئلہ کی تصحیح سے ضرب دی تو بیس حاصل ہوئے۔ بیٹے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور بیٹی کے حق میں نقصان دہ صورت خنثیٰ کا یہاں مذکر ہونا ہے لہٰذا ہم نے دونوں کو مسئلہ مذکر سے اس طرح حصہ دیا کہ بیٹے کے دو حصوں کو مسئلہ مونث یعنی چار سے ضرب دی تو بیٹے کو (بیس سے) آٹھ حصے ملے۔ بیٹی کا ایک حصہ تھا تو اس کو اسی چار سے ضرب دی تو بیٹی کو چار حصے ملے اور خنثیٰ کے حق میں نقصان دہ صورت اس کا مونث ہونا ہے لہٰذا اسے جو مسئلہ مونث سے ایک حصہ ملا اسے مسئلہ مذکر یعنی پانچ سے ضرب دی تو اس کے پانچ حصے ہو گئے۔ اب تین حصے باقی بچ گئے جو حقیقت حال کے واضح ہونے تک محفوظ رہیں گے۔ اگر خنثیٰ کا مذکر ہونا ظاہر ہوا تو بقیہ تین حصے اسے دوبارہ مل جائیں گے۔ (یعنی اس کا حصہ مذکر کے برابر ہو جائے گا) اگر مونث ہوا تو بقیہ تین حصوں میں سے دو بیٹے کو اور ایک بیٹی کو دوبارہ دے دیا جائے گا۔

تمرین

۱۔ بیٹا اور خنثیٰ مرجو
۲۔ خاوند، بیٹی اور خنثیٰ مرجو
۳۔ خاوند، بہن اور خنثیٰ مرجو
۴۔ بیٹی اور خنثیٰ مرجو
۵۔ بیٹا اور دو عدد خنثیٰ مرجو
۶۔ بیوی، بیٹی اور خنثیٰ غیر مرجو
۷۔ بیوی، بہن، چچا اور خنثیٰ غیر مرجو
۸۔ خاوند، ماں، اخیافی بہن اور خنثیٰ غیر مرجو
۹۔ بیٹی اور دو عدد خنثیٰ غیر مرجو
۱۰۔ خاوند، ماں اور خنثیٰ غیر مرجو
۱۱۔ بیٹا، بیٹی اور خنثیٰ غیر مرجو
۱۲۔ خاوند، ماں، اخیافی بہن اور خنثیٰ علاتی مرجو
۱۳۔ خاوند، ماں اور عینی بھائی خنثیٰ
۱۴۔ خاوند، بہن اور علاتی بھائی خنثیٰ
۱۵۔ باپ، بیٹی اور خنثیٰ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حمل کی بحث

لغوی اور عرفی مفہوم

عربی لغت میں حمل کے متعدد معانی ہیں۔ ان میں سے ایک معنی ماں کے پیٹ کا جنین ہے۔

مدتِ حمل

کم از کم مدت جس میں جنین مکمل ہوتا اور زندگی لے کر پیدا ہوتا ہے وہ بالاتفاق چھ ماہ ہے چنانچہ روائت ہے کہ عہدِ خلافتِ عثمان رضی اللہ عنہ میں ایک شخص کی بیوی نے شادی سے چھ ماہ بعد بچے کو جنم دیا تو یہ معاملہ امیرالمومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیا گیا۔ انہوں نے فرمایا کہ اس عورت کو رجم کرایا جائے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا اگر یہ عورت آپ سے کتاب اللہ کی دلیل کے ساتھ بحث و تکرار کرنا چاہے تو کر سکتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے **وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا** یعنی حمل اور دودھ پلانے کی مجموعی مدت تیس ماہ ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے **وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ** یعنی دودھ پلانے کی پوری مدت دو سال ہے تو جب دودھ پلانے کے دو سال (۲۴ ماہ) نکل جائیں تو حمل کی مدت چھ ماہ ہی رہ جاتی ہے۔ یہ سن کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنا فیصلہ واپس لے لیا اور عورت پر حد ختم کر دی اور خاوند کے ساتھ بچے کا نسب قائم کیا۔

حمل کی اکثر مدت کی تعیین میں علماء و فقہا کے مختلف اقوال ہیں اور وجہ یہ ہے کہ اس کے بارے میں کتاب و سنت میں کوئی نص صریح وارد نہیں ہوئی۔ چنانچہ امام مالکؒ پانچ سال ، امام شافعیؒ چار سال[1] امام ابوحنیفہؒ دو سال[2] اور محمد بن عبدالحکم مالکی ایک قمری

---

(۱) ان کی دلیل حضرت ضحاکؒ کا واقعہ ہے جو چار سال تک ماں کے پیٹ میں رہے اور وہ ایسی حالت میں پیدا ہوئے کہ ان کی داڑھیں بھی اگ چکی تھیں اور وہ مسکرا رہے تھے۔ اسی وجہ سے ان کا نام ضحاک رکھا گیا تھا۔ اس طرح عبدالعزیز ماجشونی بھی چار سال کے بعد شکم مادر سے ظاہر ہوئے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سال (۳۵۴ دن) اور ظاہریہ نو ماہ کو حمل کی اکثر مدت قرار دیتے ہیں۔ یہ آخری قول عادت عامہ اور معمول کی وجہ سے درست معلوم ہوتا ہے جیسا کہ ابن رشدؒ اپنی تصنیف **بدایۃ المجتہد** میں لکھتے ہیں کہ اس مسئلہ میں عادت اور تجربہ معیار ہے نہ کہ کوئی شاذ و نادر واقعہ۔

تعدادِ حمل

حمل کی تعداد کی تعیین میں بھی فقہاء کے درمیان اختلاف ہے۔ چنانچہ ابو حنیفہؒ کا قول یہ ہے کہ حمل کے لئے چار لڑکوں یا چار لڑکیوں کا حصہ (جو زیادہ بنتا ہے) رکھا جائے۔ محمد بن حسن شیبانی نے کہا ہے کہ تین لڑکوں یا تین لڑکیوں کا حصہ (جو زیادہ بنتا ہے) رکھا جائے۔ حنابلہ کے نزدیک دو لڑکوں یا دو لڑکیوں کا حصہ رکھا جائے جو بھی زیادہ ہو۔ ابویوسف کے نزدیک ایک بیٹے یا ایک بیٹی کا حصہ (جو زیادہ ہو) رکھا جائے۔ ہمارے نزدیک

= بلکہ قبیلہ ماجشون کی عورتوں کے متعلق مشہور تھا کہ ولادت سے قبل چار سال تک بچے ان کے شکم میں ٹھہرے رہتے ہیں۔

(۲) ان کی دلیل حضرت عائشہؓ کی روائت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بچہ اپنی ماں کے پیٹ میں دو سال سے زائد اتنا عرصہ بھی نہیں ٹھہرتا جتنا ترکلے کی لکڑی کا سایہ اپنی جگہ تبدیل کرتا ہے (بیہقی ' دارقطنی) خلافتِ فاروقی میں ایک شخص دو سال تک اپنی بیوی سے غائب رہا جب واپس گھر آیا تو بیوی کو حاملہ پایا۔ حضرت عمرؓ نے انھیں رجم کرنا چاہا تو حضرت معاذ بن جبلؓ نے کہا اے امیرالمومنین اگر آپ عورت کا قصور سمجھتے ہیں تو پیٹ میں موجود بچے کا کیا گناہ ہے کہ آپ اسے بھی سنگسار کر رہے ہیں۔ چنانچہ حضرت عمر نے اپنا فیصلہ حمل تک موخر کر دیا۔ جب عورت نے حمل جنا تو اس وقت بچے کے پورے دانت ظاہر ہو چکے تھے اور اس کی شکل و صورت کو دیکھ کر باپ فورا بول اٹھا کہ کعبہ کے رب کی قسم ہے میرا ہی بیٹا ہے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے اس کا نسب و تعلق اس کے باپ سے شمار کیا۔ پھر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اگر معاذؓ نہ ہوتے تو عمرؓ ہلاک ہو جاتا (مبسوط ' بیہقی)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ آخری قول صحیح اور راجح معلوم ہوتا ہے کیونکہ غالب اور اکثر طور پر ایسا ہی ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں احکام شرعیہ غالب اور اکثر معمولات کے مطابق ہی ہوئے ہیں۔ اگر ظاہر ہو جائے کہ حمل میں بچے ایک سے زائد ہیں تو کفیل سے مطالبہ کیا جائے گا کہ اب جو زیادہ حصہ بنتا ہے اسے دیگر ورثاء واپس کریں۔

حکمِ حمل

حمل بحیثیت تقدیری وارث ہو گا اور وارث بنائے گا۔ چنانچہ جب حمل کے ساتھ شریک ورثاء ترکہ کی تقسیم میں ولادت تک کی تاخیر و التواء پر رضامند نہ ہوں تو حمل کے لئے وہ حصہ رکھا جائے (جو دو صورتوں میں) زیادہ بنتا ہے۔ یعنی اسے مذکر سمجھ کر حصہ نکالیں گے پھر مونث سمجھ کر اس کا حصہ معلوم کریں گے جس صورت میں اس کا حصہ زیادہ ہو گا وہی حصہ اس کے لئے محفوظ کر لیں گے بشرطیکہ حمل دونوں صورتوں میں وارث ہو۔ اگر وہ ایک صورت میں وارث ہو اور دوسری صورت میں نہ ہو تو اسے وارث سمجھا جائے گا اور اس کا حصہ محفوظ کر لیا جائے گا۔ اگر دونوں صورتوں میں وہ وارث نہ ہو تو اس کے لئے کوئی حصہ نہ رکھا جائے گا۔

حمل کے ساتھ شریک دیگر ورثاء میں سے جو دونوں صورتوں میں (یعنی حمل کے مذکر یا مونث ہونے کی صورت میں) وارث ہو گا اور اس کے حصہ میں کمی و بیشی بھی نہ آتی ہو وہ وارث اپنا حصہ مکمل لے گا اور اگر تبدیلی آتی ہو تو وہ کم حصہ لے گا۔ اور جو وارث ایک اعتبار سے وارث ہو اور دوسرے اعتبار سے غیر وارث ہو تو وہ غیر وارث قرار پائے گا حتیٰ کہ صورت حال واضح ہو جائے۔

حمل کے وارث ہونے کی شرطیں

حمل دو شرطوں کے ساتھ وارث ہوتا اور وارث بناتا ہے جو یہ ہیں۔

اول : مورث کی موت کے وقت حمل ثابت ہو اگرچہ بصورت نطفہ ہی کیوں نہ ہو اس کو جاننے کی صورت یہ ہے کہ حاملہ حمل کی اکثر مدت میں بچہ جنے یا مورث کی موت سے لے کر کم از کم مدت (چھ ماہ) میں بچے کو جنم دے بایں شرط کہ اس نے اپنی مدتِ عدت کے ختم

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہونے کا اعلان و اقرار نہ کیا ہو پس اس صورت میں حمل وارث ہو گا اور مورث بھی ہو گا یہ شرط بھی ہے کہ حاملہ میت کی بیوی ہو یا لونڈی ہو (خلاصہ یہ کہ حمل میت کا نطفہ ہو) اگر حاملہ اس کے علاوہ (مثلاً میت کی ماں یا بیٹے کی بیوی وغیرھما) ہے تو اگر حاملہ کم از کم مدت (چھ ماہ) میں جنم دے تو حمل وارث ہو گا اور وارث بنائے گا ورنہ نہیں کیونکہ یہاں وطی جدید سے حمل قرار پانے کا قوی امکان موجود ہے۔

ثانی: حمل کے وارث ہونے اور وارث بنانے کے لئے دوسری شرط یہ ہے کہ وہ رحم مادر سے مکمل اور زندہ باہر آئے (اگرچہ چند لحات کے بعد فوت ہی کیوں نہ ہو جائے)

اس کی زندگی کے آثار جاننے کی مختلف صورتیں ہیں مثلاً اس کا پستان چوسنا ' لمبی حرکت کرنا ' زور سے چلانا ' سانس لینا ' چھینک مارنا ' رونا ' ہنسنا یا اس کا کوئی جسمانی عضو کا حرکت کرنا وغیر ذلک۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس بارے میں ارشاد ہے کہ جب بچہ چیخ مارے تو اسے وارث بنایا جائے گا۔ حضرت مسور بن مخرمہ اور جابر رضی اللہ عنھما سے روائت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بچہ (نومولود) وارث نہیں ہوتا حتیٰ کہ وہ چلائے اور اس کا چلانا یہ ہے کہ وہ رو پڑے یا چیخ مارے یا چھینک مارے۔

اگر زندگی کی علامات مذکورہ نمایاں نہ ہوں یا اس کی زندگی کے آثار و علامات میں اختلاف ہو تو قاضی کو چاہیے کہ ماہر اطباء یا زچہ بچہ کے ماہرین سے تعاون حاصل کرے۔

طریقہ تقسیم

اوّلاً مسئلہ حمل کی تصحیح باعتبار مذکر پھر باعتبار مونث کرو ثانیاً دونوں مسئلوں کی تصحیحوں کے درمیان نسبت پر غور کرو اگر نسبت توافق ہو تو ایک کے وفق کو اور اگر تباین ہو تو کل عدد کو دوسری تصحیح کے کل عدد سے ضرب دو پس جو حاصل ضرب ہو وہ جامعۃ حمل ہو گا۔ ثالثاً مسئلہ مذکر میں سے ہر وارث کو جو حصہ ملا ہے اسے بصورت تباین کل مسئلہ مونث سے اور اگر توافق ہو تو وفق سے ضرب دو (جیسا کہ خنثیٰ کی بحث میں گزر چکا ہے) جس کا حصہ دونوں صورتوں میں نہیں بدلتا اسے مکمل دو اور جس کا حصہ بدلتا ہے اسے کم حصہ دو۔ پھر اس وارث کے حصہ سے اور جامعہ سے جو بچے وہ حمل کے لئے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موقوف و محفوظ کر لو۔ جب حمل ظاہر ہو جائے تو دیکھا جائے اگر وہ مکمل حصے کا حق دار ہو تو اسے وہ دے دیا جائے گا ورنہ اس کے دیگر مستحق کی طرف لوٹا دیا جائے گا جیسے ایک شخص فوت ہوا اور ایک حاملہ بیوی ' ماں ' باپ اور بیٹی چھوڑ گیا۔

حل : اگر حمل کو مذکر فرض کیا جائے تو اصل مسئلہ ۲۴ ہو گا اور مونث فرض کرنے کی صورت میں مسئلہ ۲۷ کی طرف عول ہو گا۔ پھر ایک کے وفق کو دوسرے کے کل عدد سے ضرب دینے سے جامعہ حمل ۲۱۶ ہوئے۔ حمل مذکر کی صورت میں بیوی کو ۲۷ ملے اور ماں ' باپ میں سے ہر ایک کو ۳۶ ' ۳۶ ملے۔ جبکہ حمل مونث کی صورت میں بیوی کو ۲۴ اور ماں ' باپ میں سے ہر ایک کو ۳۲ ' ۳۲ ملے۔ پس بیوی ' ماں ' باپ اور بیٹی میں سے ہر ایک کو کم حصہ دیا جائے گا اور حمل کے لئے اکثر حصہ رکھا جائے گا (یہ تب ہو گا جب حمل کو مذکر فرض کریں گے) جو کہ ۸۷ سہام ہیں علاوہ ازیں دیگر ورثاء سے محفوظ ۱۱ سہام بھی ان میں شامل کریں گے اور یہ کل ۸۹ سہام ہو گئے۔ اگر ظاہر ہوا کہ حمل مذکر ہے تو اسے ۸۷ دیئے جائیں گے اور ۱۱ دوسرے ورثاء کو واپس کر دیں گے اور اگر ظاہر ہوا کہ حمل مونث ہے تو تمام کا تمام محفوظ مال دو بیٹیوں میں برابر برابر (۶۴ ' ۶۴) تقسیم ہو جائے گا اور دیگر ورثاء کے حصے اسی طرح قائم رہیں گے جس طرح کہ انہیں حمل مونث فرض کرکے ملے تھے۔

نوٹ : اگر حاملہ طلاق یا وفات کی عدت میں ہو تو حمل اپنے مورث کا وارث ہو گا۔

تمرین

۱۔ باپ ' حاملہ بیوی
۲۔ خاوند ' حاملہ ماں
۳۔ خاوند ' بہن اور حاملہ ماں
۴۔ خاوند بہن اور باپ کی بیوی حاملہ
۵۔ خاوند ' دو سگی بہنیں ' دو اخیافی بھائی اور باپ کی حاملہ بیوی
۶۔ کتابیہ بیوی حاملہ ' سگی بہن اور علاتی بھائی اور اخیافی بہن
۷۔ ماں اور حاملہ بیوی
۸۔ بیٹی ' پوتی اور بیٹے کی حاملہ بیوی
۹۔ بیوی ' دو بیٹیاں اور چچا کی حاملہ بیوی
۱۰۔ حاملہ بیوی اور چچا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مفقود کی بحث

لغوی معنی

مفقود کا لغوی معنی ضائع ہے۔ **فَقَدْتُّ الشَّئُ** کا معنی ہے کہ میں نے شئی تلاش کی لیکن نہ مل سکی۔ قرآن مجید میں ہے۔ **قَالُوْا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِکِ** یعنی انہوں نے کہا ہم بادشاہ کا پیانہ وزن گم پاتے ہیں۔ (سورۃ یوسف)

اصطلاحی معنی

مفقود ایسے شخص کو کہا جاتا ہے جو لاپتہ ہو یعنی ایسا غائب ہو کہ اس کے آثار مخفی ہو جائیں اور اس کا اتہ پتہ نہ ہو کہ زندہ ہے یا فوت ہو چکا ہے۔

گمشدگی کے چند ایک اسباب

اسباب گمشدگی مختلف ہو سکتے ہیں جیسے کوئی شخص کسی حاجت کی خاطر گھر سے نکلا مثلاً سیاحت یا تجارت یا طلب علم کی خاطر سفر کیا لیکن واپس نہ لوٹا یہاں تک کہ اس کے بارے میں کوئی خبر نہ مل سکی۔ یا کسی لڑائی و جنگ میں حاضر ہوا یا کشتی ٹوٹ گئی اور معلوم نہ ہو سکا کہ وہ کہاں اور کدھر چلا گیا۔

مدت گمشدگی

اہل علم میں گم شدہ شخص کی مدت انتظار (جس کے بعد قاضی موت کا فیصلہ دے گا) کی تعیین میں اختلاف ہے اور وجہ اختلاف اس بارے میں کتاب و سنت میں کسی نص صریح کا نہ ہونا ہے۔ چنانچہ امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے کہ یوم ولادت سے لے کر نوے سال ہونے تک انتظار کیا جائے کیونکہ عموماً اس قدر عمر سے زیادہ اس کے زندہ رہنے کا امکان و احتمال نہیں۔ امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کی بھی یہی رائے ہے۔ البتہ امام مالک یوم ولادت سے ستر سال کے اعتبار کے قائل ہیں۔ ان کی دلیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے مروی وہ روائت ہے جس میں آپؐ نے ارشاد فرمایا ہے **اَعْمَارُ اُمَّتِیْ مَا بَیْنَ السِّتِّیْنَ وَالسَّبْعِیْنَ** یعنی میری امت کی عمریں عموماً ساٹھ اور ستر سال کے درمیان ہوں گی (۱)۔ امام احمدؒ سے یہ بھی مروی ہے کہ گمشدگی کے دن سے لے کر چار سال تک انتظار کیا جائے اور دلیل حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا وہ فیصلہ ہے جس میں انہوں نے فرمایا کہ جس عورت کا خاوند گم ہو جائے اور اس کا اتہ پتہ نہ ہو تو وہ چار سال تک انتظار کرے پھر چار ماہ اور دس دن عدتِ سوگ وفات گذارے (۲)۔

ہمارے خیال میں صحیح بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ ایک مدت کا تعین نہ ہی کیا جائے (۳) کیونکہ شرعی امور میں مدتوں کی تعیین میں قیاس و رائے کا دخل نہیں ہوتا اور نص بھی کوئی نہیں۔ اس لئے گمشدہ شخص کی موت کے وقت کی تعیین و تخصیص میں اصل اور مرجع قاضی اور حاکم وقت کا وقتی اجتہاد اور رائے ہے کیونکہ شہر' اشخاص اور احوال کے مختلف ہونے کی بنا پر صورت حال بھی مختلف ہو جاتی ہے۔ جب قاضی کو گمشدہ کی موت کا یقین ہو جائے اور اس قدر مدت گزر جائے کہ مفقود کی موت پر کوئی شک و شبہ نہ رہے اور ایسے حالات ظاہرہ اور قرآئن باہرہ میسر ہوں جو اس کی موت پر دلالت کریں تب قاضی اس کی موت کا فیصلہ دے دے گا۔ یہی فیصلہ فقاہت کے لائق اور مصلحت کے مناسب ہے پھر جب قاضی موت کا فیصلہ دے دے گا تو یہ موت حکمی موت ہو گی (حقیقی نہیں) کیونکہ اس کے زندہ ہونے کا احتمال و امکان ہے۔

---

(۱) ترمذی نے اسے (حسن غریب) کہا ہے۔ حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ اس کی سند حسن ہے۔ ابن ماجہ نے اسے کتاب الزہد میں نکالا ہے۔

(۲) موطا امام مالک' مصنف عبدالرزاق' سعید بن منصور

(۳) یوم ولادت سے مدت کی تعیین جس طرح غیر منقول ہے اس طرح یہ غیر معقول بھی ہے کیونکہ گمشدگی کے وقت اگر ایک شخص کی عمر نوے سال سے ایک یا دو دن کم تھی تو اس کا ایک یا دو دن انتظار کرنا کسی اعتبار سے بھی درست نہیں بلکہ امرفاسد ہے کیونکہ بحث و تلاش کے لئے اتنی مدت کا کوئی بھی قائل نہیں ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مفقود کی دو حالتیں

مفقود کی دو حالتیں ہیں یعنی وہ وارث ہو گا یا مورث ہو گا۔ اگر کسی کا وارث ہو تو اس کے لئے اس کا حصہ صورت حال کے واضح ہونے تک رکھ لیا جائے گا۔ اگر وہ آگیا تو اپنا حصہ وصول کرے گا ورنہ اس کے مورث کے ورثا کو دے دیا جائے گا۔ اگر وہ مورث ہے تو جب مدت انتظار ختم ہو جائے اور قاضی موت کا فیصلہ سنا دے تو مفقود کا مال اس کے ان ورثاء پر تقسیم کر دیا جائے گا جو اس فیصلہ کے وقت زندہ ہوں گے۔ اور جو موت کے فیصلہ سے پہلے وفات پا جائیں گے ان کے لئے کوئی حصہ نہ ہو گا کیونکہ وارث ہونے کی شرط ان کے حق میں موجود نہیں اور وہ شرط مورث کی حقیقی یا حکمی موت کا ہونا ہے۔ (جو بعد میں پائی گئی ہے)

اگر تقسیم مال کے بعد گم شدہ شخص ظاہر ہو گیا یا واپس آگیا تو جو مال اس کے ورثاء کے ہاتھوں میں ہے وہ تو واپس لے لے گا اور جو انہوں نے استعمال یا ضائع کر لیا اور وہ اسے ادا کرنے کی طاقت و ہمت نہیں رکھتے تو ان کا معاملہ قاضی کی رائے اور اجتہاد پر منحصر ہو گا (واللہ اعلم بالصواب)

کیفیتِ عمل

اگر مفقود اکیلا ہی وارث ہو یا اس کے ساتھ اور بھی ورثاء ہوں لیکن وہ تمام مفقود کی وجہ سے مجوب ہوں تو کل ترکہ مفقود کے لئے محفوظ کر لیا جائے گا۔ اگر وہ آگیا تو سارا مال وصول کر لے گا ورنہ اس کے ورثاء کو منتقل ہو جائے گا اور اگر اس کے ساتھ ایسے ورثاء شریک ہوں جن کا حصہ دونوں صورتوں میں تبدیل نہیں ہوتا تو وہ اپنا کامل حصہ لے لیں گے اور اگر تبدیل ہوتا ہو تو کم حصہ لیں گے کیونکہ کم حصہ تو یقینی ہے اور باقی حصہ صورت حال کے واضح ہونے تک موقوف ہو جائے گا۔ اس آخری صورت میں قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ مسئلہ کی تصحیح مفقود کو زندہ سمجھ کر ہو گی پھر دوسری مرتبہ مسئلہ کی تصحیح اس کو میت سمجھ کر ہو گی اور باقی عمل ایسے ہی ہو گا جیسا کہ حمل کی بحث میں گزر چکا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میراثِ مرتد کی بحث

لغوی معنی: لغوی معنی "لوٹ جانے والا" ہے

اصطلاحی معنی: کوئی (بے نصیب) دین اسلام کو چھوڑ دے یعنی ایمان کے بعد زبان پر کلمہ کفر جاری کرے اپنے اختیار سے نہ کہ حالت جبر میں ' نہ بہوشی میں ' نہ نیند میں ' نہ دیوانگی میں اور نہ حالت نشہ میں۔ یا کوئی اور ایسی صورت اختیار کرے جو ارتداد کی صورت ہو۔

حکم میراث: مرتد شخص اپنے مسلمان مورث کا وارث نہیں ہوتا اور نہ ہی اس کے ورثاء میں سے کوئی اس کا وارث ہوتا ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے **لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ وَلَا الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ** یعنی کوئی مسلمان کافر کا اور کوئی کافر مسلمان کا وارث نہیں بنتا۔

جو کچھ اس کے مال میں سے حاصل ہو وہ حالت اسلام کی کمائی ہو یا حالت کفر کی وہ سب مال بیت المال میں جمع ہو گا۔

تمرین

۱۔ بیوی ' ماں ' بیٹی ' مفقود بیٹا ' پوتی ' بھائی

۲۔ بیوی ' پوتی ' پوتا مفقود ' نانی ' باپ

۳۔ بیوی ' ماں ' علاتی بھائی ' مفقود سگا بھائی

۴۔ خاوند ' دو علاتی بہنیں اور علاتی بھائی مفقود

۵۔ بیوی ' دو سگی بہنیں اور سگا بھائی مفقود

۶۔ خاوند ' بہن اور علاتی بہن مفقودہ

۷۔ بھتیجا مفقود ' بھتیجی اور چچا

۸۔ خاوند ' بہن سگی اور سگا بھائی مفقود

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلدُالزّنا واللّعان کی بحث

ولدالزنا وہ ہے جسے اس کی ماں نے شرعی نکاح یا صحیح شرعی ملکِ یمین کے بغیر جنا ہو یعنی وہ حرام تعلقات کا نتیجہ و ثمرہ ہو۔

ولداللعان وہ ہے جسے بیوی نے اپنے شرعی خاوند کے بستر پر جنم دیا ہو لیکن خاوند اسے اپنا بیٹا تسلیم کرنے سے انکار کر دے۔ اس صورت میں خاوند اور بیوی دونوں قاضی کے سامنے لعان کریں گے اور شہادت اور قسموں کے بعد قاضی و حاکم ان کو علیحدہ کر دے گا۔

حکمِ میراث

زنا اور لعان کی اولاد اور ان کے باپ اور باپ کے اقارب کے درمیان سلسلہ میراث جاری نہیں ہوتا کیونکہ ان کا باپ کے ساتھ شرعی نسب موجود نہیں ہے البتہ ان دونوں اور ان کی ماں اور ماں کے اقارب کے درمیان سلسلہ میراث جاری ہو گا جس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک آدمی نے اپنی بیوی سے لعان کیا اور بچے کا نسب تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زوجین کے درمیان جدائی ڈال دی اور بچے کو ماں کے حوالے کر دیا (بخاری)۔ ابوداؤد کے الفاظ یہ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاعنہ کی اولاد کی میراث ماں کو دی اور ماں کی غیر موجودگی میں ماں کے ورثاء کو دی۔ حضرت واثلہؓ بن اسقع سے روائت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت تین وراثتیں سمیٹتی ہے اپنے آزاد کردہ کی' اپنے لقیط (مجہول النسب پروردہ) کی اور اس بچے کی جس کے سلسلہ میں اس نے لعان کیا ہے۔ (امام ذہبی نے اسے صحیح اور امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیک وقت اجتماعی موت پر میراث کی بحث

جب دو یا زیادہ آدمی یکبار فوت ہو جائیں مثلاً دیوار کے نیچے آ گئے یا پانی میں ڈوب گئے یا آگ میں جل گئے یا طاعون وغیرہ کی زد میں آ گئے یا معرکہ جنگ میں کام آ گئے یا کار، بس، ہوائی جہاز ریل گاڑی وغیرہ کے حادثے میں ہلاک ہو گئے یا اور کوئی ایسی صورت پیش آ گئی جس میں متعدد افراد موت کی آغوش میں چلے گئے اور یہ معلوم نہ ہو سکا کہ پہلے کون مرا اور بعد میں کون فوت ہوا تو اس صورت میں فوت شدگان آپس میں ایک دوسرے کے وارث نہ ہوں گے بلکہ ہر ایک کا ترکہ ان کے زندہ ورثاء کے درمیان تقسیم ہو گا۔ اس پر دلیل وہ روائت ہے جس میں ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ جو لوگ اہل یمامہ میں قتل ہو گئے ہیں یا عمواس میں مرض طاعون کی زد میں آ کر ہلاک ہو گئے ہیں ان کے صرف زندہ ورثاء کو ہی وارث بنایا جائے اور فوت شدگان کو ایک دوسرے کا وارث نہ بنایا جائے۔ (۱)

نیز اس بارے میں معقول یہ بھی ہے کہ کسی کو وارث بنانے کی یہ شرط ہے کہ وارث اپنے مورث کی موت کے وقت زندہ ہو۔ لیکن یہ شرط اس جگہ مفقود ہے۔

واضح رہے صحابہ کرام کی ایک جماعت کی یہی رائے ہے جس میں حضرت ابوبکر صدیق، عمر بن خطاب، زید بن ثابت اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سرفہرست ہیں۔ (المغنی)

---

(۱) حضرت ربیعہ بن ابی عبدالرحمن اور دیگر متعدد علماء سے مشہور ہے کہ جنگ جمل اور جنگ صفین، معرکہ حرہ اور یوم قدید میں جو مسلمان قتل ہوئے ان میں سے کسی کو بھی ایک دوسرے کا وارث نہیں بنایا گیا سوا اس شخص کے جس کے بارے میں معلوم ہو گیا کہ وہ اپنے مورث کے بعد شہید ہوا تھا (داری، مستدرک) جناب جعفر بن محمد اپنے باپ سے روائت کرتے ہیں کہ ام کلثوم بنت علیؓ اور ان کے بیٹے زید کی وفات ایک ہی دن اور ایک ہی وقت میں ہوئی حتیٰ کہ کسی ایک کی موت کی تقدیم و تاخیر کا فیصلہ نہ ہو سکا اس وجہ سے وہ ایک دوسرے کے وارث قرار نہ پائے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوالات

۱۔ خنثیٰ کا لغوی اور اصطلاحی معنی کیا ہے؟

۲۔ خنثیٰ کی کتنی حالتیں ہیں؟

۳۔ خنثیٰ مشکل کیا ہے صفات بتائیں؟

۴۔ خنثیٰ غیر مشکل کیا ہے؟

۵۔ وہ کون سی علامات ہیں جن سے تمیز ہو سکتی ہے؟

۶۔ ایسے خنثیٰ کی میراث کا کیا حکم ہے جس میں تبدیلی و انکشاف کا امکان ہو؟

۷۔ ایسے خنثیٰ کی میراث کا کیا حکم ہے جس میں تبدیلی کا امکان نہ ہو؟

۸۔ حمل کا لغوی اور اصطلاحی مفہوم کیا ہے؟

۹۔ کم از کم مدتِ حمل کیا ہے؟

۱۰۔ اس پر دلیل کیا ہے؟

۱۱۔ حمل کے وارث بننے کی کیا شرطیں ہیں؟

۱۲۔ مورث کی مدت کے وقت رحم میں حمل کا علم کیسے ہو گا؟

۱۳۔ کیسے معلوم ہو گا کہ حمل زندہ پیدا ہوا ہے؟

۱۴۔ اگر حاملہ، طلاق یا وفات زوج کی عدت میں ہو تو حمل وارث ہو گا یا نہیں؟

۱۵۔ مفقود کا لغوی معنی کیا ہے؟

۱۶۔ قرآن مجید کی کوئی ایسی ایک آیت پڑھیے جو فقد کا معنی واضح کرے؟

۱۷۔ مفقود کا اصطلاحی معنی کیا ہے؟

۱۸۔ مفقود کی مدتِ انتظار میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فیصلہ کیا تھا؟

۱۹۔ میراثِ مفقود میں کیا حکم ہے

۲۰۔ مفقود کے غائب ہونے کی چند صورتیں بیان کریں؟

۲۱۔ مفقود کے وارث ہونے اور مورث ہونے کی صورتیں واضح کریں

۲۲۔ مرتد کا لغوی اور اصطلاحی مفہوم کیا ہے؟

۲۳۔ مرتد کے لئے حکم میراث کیا ہے؟

۲۴۔ ولد زنا کی تعریف کریں؟

۲۵۔ ولد لعان کی تعریف کریں؟

۲۶۔ دونوں کے وارث کون ہوں گے

۲۷۔ اس پر دلیل کیا ہے؟

۲۸۔ اجتماعی موت کی چند ایک صورتیں بیان کریں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یتیم پوتے کی میراث

یتیم پوتے کی میراث کا مسئلہ بھی قرآن و حدیث اور عقلی دلائل سے ریت میں کندن کی طرح صاف اور واضح ہے لیکن منکرین حدیث خواہ مخواہ اسے الجھانے کی کوشش کرتے ہیں اور کر رہے ہیں۔ مقام افسوس ہے کہ ان حضرات کی چرب لسانی اور قلم کی طغیانی سے متاثر ہو کر ۳ دسمبر ۱۹۵۳ء کو پنجاب اسمبلی میں چوہدری محمد اقبال چیمہ نامی شخص نے بل پیش کرنے کی جسارت کی کہ بیٹے کے ہوتے ہوئے یتیم پوتے کو اور بھائی کے ہوتے ہوئے یتیم بھتیجے کو برابر کی میراث ملنی چاہیے شدید احتجاج کے باوجود یہ بل پاس ہو کر پاکستان کے قانون وراثت کا حصہ بن گیا۔ یہ بل قرآن و حدیث اجماع امت اور عقل سلیم کے بالکل خلاف تھا۔ بعض جدید تعلیم یافتہ اصحاب اس بل سے متاثر ہیں بلکہ اسے درست سمجھتے ہیں اس لئے ہم اس کے خلاف قرآن و سنت سے چند اہم دلائل پیش کرتے ہیں تاکہ حقیقت حال آشکارہ ہو جائے اور آخر میں منکرین حدیث کے اس مسئلہ کے بارے میں چند اہم مغالطات کا جائزہ بھی لیں گے تاکہ ان کی کمزوری ظاہر ہو سکے۔

حقیقت مسئلہ یہ ہے کہ میت کا یتیم پوتا اپنے چچا (جو میت کا حقیقی بیٹا ہے) کی موجودگی میں بالکل محروم ہو جاتا ہے یعنی اسے ترکہ میں سے کچھ نہیں ملتا۔ صورت مسئلہ یوں ہے۔

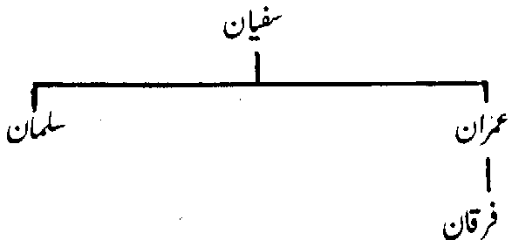

اس صورت مسئلہ میں اگر سفیان کی زندگی میں عمران وفات پا جائے تو پھر سفیان کی موت کے بعد اس کا تمام ترکہ سلمان کو ملے گا جب کہ فرقان محروم ہو گا۔ لیکن منکرین حدیث اور متجددین اس حل سے اختلاف کرتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ سفیان کے ترکہ میں سے اس کا یتیم پوتا فرقان اپنے چچا سلمان کے ساتھ برابر کا حصہ دار ہو گا۔ ان کے مغالطات کا تذکرہ ہم آگے چل کر کریں گے۔ اولاً ہم وہ دلائل پیش کرتے ہیں جو یتیم

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پوتے کو غیر وارث قرار دینے کے حق میں ہیں۔

(۱) سورہ نساء میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے **یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین** کہ اللہ تعالیٰ تمہیں تمہاری اولاد کے بارے میں حکم دیتا ہے کہ لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے برابر ہے۔ آیت میں لفظ اولاد جمع ہے "ولد" کی۔ اور ولد دو قسم کے ہیں ایک حقیقی جو بلاواسطہ جنا ہوا ہو یعنی بیٹا' بیٹی دوسرا مجازی جو کسی واسطہ سے جنا ہو یعنی پوتا پوتی وغیرہ جو بیٹوں کی اولاد ہے۔ ہر لغت کا یہ قاعدہ ہے کہ بیک وقت ایک مقام پر حقیقی اور مجازی دونوں معنی مراد نہیں ہو سکتے بلکہ ایک ہی معنی لیا جائے گا۔ لہٰذا جب تک حقیقی معنی بیٹا بیٹی کا وجود ہو گا تب تک مجازی معنی پوتا پوتی وغیرہ مراد نہیں ہو گا۔ اس طرح ان کا حصہ بھی نہ ہو گا گویا وہ اس لفظ کے تحت آتے ہی نہیں۔ پس آیت شریفہ سے یہ حکم صاف طور پر مترشح ہو رہا ہے کہ حقیقی اولاد یعنی بیٹے کے ہوتے ہوئے مجازی اولاد یعنی پوتا اور پوتی وارث نہیں۔ چاہے وہ زندہ بیٹے سے ہوں یا مرے ہوئے بیٹے سے۔

(۲) اللہ کا فرمان ہے **واولوا الارحام بعضهم اولیٰ ببعض فی کتاب اللہ ان اللہ بکل شیء علیم (انفال۔۷۵)** کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں خون کے رشتہ دار ایک دوسرے سے زیادہ حق دار ہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جانتا ہے۔ اس آیت سے اہل قرابت میں الاقرب فالاقرب یعنی رشتہ داروں میں درجہ بندی اور کسی کا قریب اور کسی کا بعید ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اور یہ ایک ایسی کھلی حقیقت ہے جس سے صرف نظر ممکن نہیں تو اس درجہ بندی کا تقاضا ہے کہ زیادہ قرابت والا رشتہ دار اپنے سے دور کی قرابت والے کو محروم کر دے۔ لہٰذا بیٹا جو قریب کا ہے وہ دور کی قرابت رکھنے والے پوتے کو لازماً محروم کر دے گا۔

(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارک ہے **الحقوا الفرائض باهلها فما بقی فهو لاولیٰ رجل ذکر** اصحاب الفرائض کو ان کے حصے دو پھر (ترکہ میں سے) جو بچ جائے (وہ عصبہ میں سے) قریب ترین مرد مذکر کو دو۔ اس حدیث شریف میں بھی الاقرب فالاقرب کا قاعدہ بیان کیا گیا ہے یعنی قریب والے کے ہوتے ہوئے دور والا محروم ہے لہٰذا بیٹا (قریب والا) پوتے پوتی (جو دور والے ہیں) کو محروم کر دے گا۔

(۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فیصلہ میں بیٹی کو نصف' پوتی کو چھٹا اور

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہن کو (عصبہ مع الغیر کی حیثیت سے) باقی ترکہ (ایک ثلث) دیا (بخاری و مسلم) اس فیصلہ سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ حقیقی اولاد اور مجازی اولاد میں فرق ہے دونوں یکساں نہیں ہیں۔ تو پھر بیٹا اور پوتا کیسے برابر ہو سکتے ہیں جبکہ ایک حقیقی بیٹا ہے اور دوسرا مجازی۔ واضح رہے بیٹی کل ترکہ کا مستحق نہ تھی اس لئے پوتی کو سدس دیا جبکہ بیٹا کل مال کا مستحق ہے اس لئے وہ پوتے کو کلیۃً محروم کر دے گا۔

(۵) صحیح البخاری صفحہ ۲/۹۹۷ پر امام بخاری نے علم وراثت کے ماہر اور عظیم صحابی حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا فتویٰ یوں نقل کیا ہے کہ **قال زید...... لا یرث ولد الابن مع الابن** کہ پوتا بیٹے کے ساتھ وارث نہیں ہوتا۔ صحابہ میں سے کسی نے بھی اس فتویٰ کی مخالفت نہیں کی۔ علاوہ ازیں ائمہ کرام محدثین عظام اور فقہاء اسلام کا یہی نقطہ نظر اور مسلک تھا کہ بیٹا پوتے کو بالکل محروم کر دیتا ہے چاہے اس کا باپ زندہ ہو یا فوت ہو

پوتے کو غیر وارث قرار دینے میں فائدہ ہے

شریعت اسلامیہ میں یتیم پوتے کو غیر وارث قرار دے کر اس کا بھلا اور فائدہ سوچا گیا ہے۔ وہ اس طرح کہ:۔

(۱) دین اسلام میں وصیت اس شخص کے حق میں درست ہوتی ہے جو غیر وارث ہو۔ پوتا بیٹے کی موجودگی میں وارث نہیں اس لئے اس کے حق میں وصیت کی راہ کھول دی گئی۔ جو زیادہ سے زیادہ کل مال کی ایک تہائی ہو سکتی ہے۔ یہ رقم ہر بیٹے کو ملنے والے ترکہ سے زیادہ بھی بن سکتی ہے۔ مثلاً ایک شخص چھ ہزار روپے چھوڑ کر مر گیا اس کے پانچ بیٹے تھے جن میں سے ایک بیٹا میت کی زندگی میں ہی ایک لڑکا (میت کا یتیم پوتا) چھوڑ گیا۔ میت نے پوتے کے حق میں ایک ثلث کی وصیت کی تو اسے دو ہزار روپے مل گئے جبکہ باقی ہر ایک لڑکے کو ایک ایک ہزار روپے ملے الغرض پوتا فائدے میں رہا۔

(۲) اگر میت وصیت نہ بھی کرے تو یتیم پوتے کی تعلیم و تربیت اور پرورش کے لئے چچا ولی ہے اور یہ ذمہ داری دور یتیمی تک ہے۔ ممکن ہے کہ اس دور میں یتیم پوتا اپنے چچا سے اس رقم سے کہیں زیادہ حاصل کر لے جو اس کو وارث قرار دے کر ترکہ سے ملنا تھی۔

(۳) یہ لازم نہیں کہ میت مال و متاع چھوڑ جائے بلکہ بسا اوقات میت پر قرضہ کا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عظیم بوجھ بھی ہوتا ہے چنانچہ اس قرضہ کی ادائیگی کی ذمہ داری وارث پر ہے پوتا غیر وارث ہے لہٰذا وہ ذمہ دار بھی نہیں وہ بچ گیا۔

منکرین حدیث کے مغالطات اور ہمارے جوابات

(۱) قرآن کریم کی رو سے ولد سے مراد محض بیٹا ہی نہیں بلکہ پوتا ' پڑپوتا سب اس میں داخل ہیں۔ اس لئے اگر عمران فوت ہو چکا ہے تو پھر سفیان کے ترکہ میں سے عمران کا حصہ فرقان کو سلمان کے برابر ضرور ملنا چاہیے۔

جواب۔ اگر متوفی کا بیٹا اور پوتا دونوں موجود ہوں تو پھر ولد سے مراد محض بیٹا ہی مراد ہو گا پوتا اس صورت میں داخل ہو گا جب بیٹا موجود نہ ہو یا اسے کوئی مانع لاحق ہو۔ لغت عرب میں اس کی قطعاً گنجائش نہیں کہ بیک وقت ایک طرف سفیان کا حقیقی بیٹا سلمان ولد متصور ہو اور دوسری طرف سفیان کا مجازی بیٹا (پوتا) فرقان بھی ولد میں داخل ہو۔

(۲) پوتے کا ترکہ دادا کو ملتا ہے تو دادا کا ترکہ پوتے کو ضرور ملنا چاہیے۔ تعجب ہے کہ دادا تو اپنے پوتے کا براہ راست رشتہ دار ہوا لیکن وہی پوتا اپنے دادا کا براہ راست رشتہ دار نہ ہو سکا۔

جواب۔ جب دادا کے ترکہ کا پوتے کو دینے کا سوال ہو گا تو یہ دیکھا جائے گا کہ دادا کا کوئی بیٹا تو موجود نہیں۔ اگر موجود ہے تو ترکہ اسی کو ملے گا۔ پوتے کو نہیں پہنچے گا۔ اسی طرح جب پوتے کا ترکہ دادا کو دینے کا سوال ہو گا تو یہ ضرور دیکھا جائے گا کہ پوتے کا باپ تو موجود نہیں اگر موجود ہے تو ترکہ اسی کو ملے گا دادا کو نہیں پہنچے گا۔ الغرض جس طرح میت کے بیٹے کے ہوتے ہوئے پوتا محروم ہے۔ اسی طرح میت کے باپ کے ہوتے ہوئے دادا محروم ہے۔

(۳) پوتا یتیم و بے چارہ ہے ' بے کس اور ناتواں ہستی ہے اس لئے تعاون و ہمدردی کا مستحق ہے اسے محروم قرار دینا سراسر ظلم ہے۔

جواب۔ اولاً اسلام کے قانون وراثت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فریضہ عادلہ فرمایا یعنی اس کی بنیاد میں عدل و انصاف ہے کسی کی محرومی کو ظلم قرار دینا سراسر جہالت اور ظلم ہے۔ **ثانیاً** یہ ضروری نہیں کہ ہر صورت پوتا بے چارہ اور بے کس و ناتواں ہو

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلکہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دادا کے مرنے کے وقت وہ سن بلوغت کو پہنچ چکا ہو ' اس نے خود جائیداد بنا لی ہو یا اس کے باپ کی طرف سے مال وافر مل گیا ہو حتی کہ کسی کا محتاج نہ ہو اور اس کے برعکس اس کا چچا (میت کا دوسرا بیٹا) پوتے سے عمر میں کم ہو ' مفلوک الحال ہو باپ کی طرف سے ورثہ مل جانے کے باوجود متمول نہ ہو تو کیا ایسی صورت میں قانون بدل دیں گے؟ اگر پوتا واقع میں بے کس اور محتاج ہے تو وصیت سے اس کا مداوا بہتر طور پر ہو سکتا ہے۔ ثالثاً اگر بے کسی اور ناتوانی کو ورثہ پانے کا معیار قرار دیا جائے تو بیٹے ' پوتے کی موجودگی میں میت کی بہن کو بھی حصہ ملنا چاہیے خصوصاً جب کہ وہ کم عمر ہو یا بیوہ ہو ' عیال دار ہو۔ لیکن منکرین حدیث اسے غیر وارث ہی قرار دیتے ہیں۔

(۴) امتداد زمانہ سے مسئلہ کی نوعیت بدل گئی ہے لہٰذا اجتہاد کی ضرورت ہے۔

جواب۔ شریعت اسلامیہ کا قانون ابدی ہے زیر بحث مسئلہ ایسا نہیں جو بدلتے زمانہ کے ساتھ بدل جائے پوتا پہلے بھی بیٹے کا بیٹا ہوتا تھا اور آج بھی ہے اور رہے گا۔ بیٹے کا پوتے کی نسبت قریب ترین ہونا ویسا ہی مسلّم ہے جیسا کہ گذشتہ زمانہ میں تھا۔ تو اجتہاد کیسا؟

(۵) اسلاف محدثین و فقہاء کرام معصوم نہ تھے ان سے غلطی کے سرزد ہونے کا امکان ہے اس لئے ضد نہیں کرنی چاہیے۔

جواب۔ بات درست ہے لیکن منکرین حدیث اور متجددین حضرات بھی تو معصوم نہیں۔ ان سے بھی غلطی کے سرزد ہونے کا امکان ہے اس لئے انہیں ضد نہیں کرنی چاہیے۔

(۶) ایک شخص جو میت سے بالواسطہ قرابت رکھتا ہو اگر واسطہ کا انتقال ہو جائے تو یہ بالواسطہ قرابت رکھنے والا اب اصل واسطہ کے قائم مقام ہو کر اقرب بن جاتا ہے۔ اس طرح جب یتیم پوتا اپنے باپ کے قائم مقام بن کر میت کے دوسرے بیٹے کی طرح اقرب ہو گیا تب ترکہ میں برابر کا حقدار بھی ہو گیا۔

جواب۔ الاقرب کا یہ مفہوم سراسر خود ساختہ اور غلط ہے۔ یہ تو عام بات ہے کہ جس رشتہ دار کی قرابت میت سے بلاواسطہ ہو وہ اقرب کہلاتا ہے اور جس کا تعلق کسی واسطہ سے ہو وہ ابعد (دور کا) کہلاتا ہے خواہ یہ واسطہ زندہ ہو یا مردہ۔

الحمد للہ الذی ھدانا لھذا وماکنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استاذ فاروق اصغر صارم کی دیگر کتب

علم میراث کے اہم موضوع پر سلیس عربی میں مستند کتاب

فقہ المواریث

فی ضوء الآیات والاحادیث

- کتاب وسنت کے دلائل سے آراستہ
- آیات واحادیث کے مکمل حوالہ جات
- حاشیہ میں ہر حدیث کی تخریج وتعلیق
- ہر باب کے آخر میں مشقیں اور سوالات
- مناسب درسی سائز

حج رسول صلی اللہ علیہ وسلم

مسائل حج پر مختصر، جامع اور آسان ترین معیاری کتاب

- قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کی روشنی میں
- ذاتی لفاظی سے گریز
- اہم مقامات کا تعارف باتصویر
- ہر صفحہ کے آخر میں مکمل حوالہ جات
- اعلیٰ اور جدید کتابت وطباعت
- مناسب سائز

الجامعۃ الاسلامیۃ گلشن آباد حافظ آباد روڈ گوجرانوالہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ